کلک موج

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

LIBRARY
JAMIA HA,MDARAD

U10628



C
891.4391
K55K

نفسِ آشفتہ می دارد چو گُل جمعیتِ ما را

پریشاں می نویسد کلکِ موج، احوالِ دریا را !

بیدل

کلکِ موج نکہتِ گُل دم زگردش نازدہ

نامۂ فیضِ سحر بنوشتہ عنواں دیدہ ام

غالب

M.R.C.

گلگ موج

عبدالعزیز خالد

دوآبہ کوآپریٹیو پبلشرز لمیٹڈ
۹۳ نیو کلاتھ مارکیٹ، بندر روڈ، کراچی
فون نمبر ۳۱۳۵۵

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

ACC. 10628

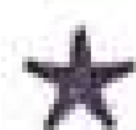
انڈین انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز
پنچکوئیاں روڈ نئی دہلی

8 OCT 1971

بار اول	جولائی ۱۹۶۳ء
قیمت	ساڑھے سات روپے
طابع	ایسٹ پریس، کراچی

891.4391
K55k

فہرست



۱

نذر سنائی و حافظ

لکّھا ہے خون دل سے دلدار نے یہ نامہ
جانی ! رأی فؤادی من ھجرک القیامہ

میں نے کہا : نشانی ، سوز و گداز دل کی
بولی : دموع عینی لم تکف بالعلامہ

پوچھا : ہے کیا ارادہ ، میں نے کہا : سفر کا
بولی : فمر صحیحاً بالخیر والسلامہ

میں نے کہا : کہ تو بھی ہے بےوفا ، تو بولی :
من جرّب المجرب ، حلّت بہ الندامہ

میں نے کہا: کہ پاس آ، لب بوسہ خواہ لب ہے
بولی : ترید وصلي سرّا و لا کرامه

'زلف رسا پکڑ لے !'، 'چشم حسود وا ہے'
'بزدل !' الست تدری العشق و الملامه

بولا طبیب، جب بھی احوال دوست پوچھا :
فی بَعدها عذاب فی قُربها سلامه

دم عاشقی کا بھرنا، رسوائیوں سے ڈرنا
و الله ما رأینا حبّاً بلا ملامه

باد صبا نے ناگہ رخ سے نقاب الٹا
کا لشمس فی ضحاها تطلع من الغمامه

جامے بجان شیریں خالد کو بھر تسکیں
حتی یذوق منه کاساً من الکرامه !

یہ دنیا نمود کی ہے یہاں — خلوص و وفا کا نام کہاں
جو صاحب قراں ہو فتح کرے — طلسم خیال سود و زیاں
محبت سے موم سنگ ستم — کہ ہڈی کو توڑے نرم زباں
اسے تو عذاب جاں نہ سمجھ — ملے طالعوں سے سوز نہاں
غم دل کو بے نقاب نہ کر — نہیں درد مند اہل جہاں
ہم آواز ہیں جنون و فنوں — زخود رفتگی ہے سحر بیاں
بدلتے ہیں رنگ روز نئے — تلون ہے خوئے گلبدناں
صداقت کو لاغ و لابہ سے کد — نفاق و دروغ رطب لساں
اکیلی دکیلی سیر کرے — عروس بدی جوان جہاں
ہوس کے فریب بو قلموں — برنگ فسون لالہ رخاں
دلیلوں سے اضطراب بڑھا — یقیں ہے تمام وہم و گماں
جسے دیکھیئے اسیر خودی — زباں پر مذمت دگراں
ملا دائمی شباب اسے — خوشا حسن عالم گزراں!
نہ پیک و پیام سے ہو سکوں — کرے دل مسلسل آہ و فغاں
عنیزہ! مجھے تو بھول گئی — تری یاد میں ہوں سوختہ جاں
وہی ہے مجھے بہشت بریں — کرے تو خرام ناز جہاں
جو نالہ کروں تو لوگ کہیں — کہ مرغ سحر ہے زمزمہ خواں
یہ خلخال دے رہا ہے صدا — ہے پا در رکاب حسن بتاں

یہ سب کارخانہ غیب کا ہے — وگرنہ سرود نے میں کہاں
ہمہ خستگی، گدا ختگی — شہیدان کلک و لوح و بناں
چلے گرد باد، ریت اڑے — لگے آگ تو اٹھے گا دھواں
نہیں بے سبب یہ سوز و تپش — یہ ہے راز آفرینش جاں
نظام، انتشار میں سے اٹھے — ہیولوں سے ابھرے تازہ جہاں!



شعر حکمت کا ہے شعبہ اور حکمت
مرد مومن کی متاع گمشدہ ہے

ان من الشعرلحکمۃ والحکمۃ ضالۃ المؤمن
من حیث وجدھا فھو احق بھا۔

— رسول صلعم

۳

قرص تریاق و ساغر سم ہے
زندگی ذو فنون و مبہم ہے
توأماں ہیں مسرت و محنت
لذت آزار ہے خوشی غم ہے
جس طرح بطش کبریا ہے شدید
یونہی فن کی گرفت محکم ہے
فن کا شیطان ہے رقیب عتید
بے ضرر فن ، اصم و ابکم ہے
مقصدیت بغیر مقصد کے
فن کے پردے میں ایک عالم ہے
دیکھ جذبات کا اتار چڑھاؤ
ہونٹ خنداں ہیں آنکھ پرنم ہے
علم خود ایک بادشاہی ہے
اس کے ہاتھوں میں ساغر جم ہے
لاکھ اس سے کہو کہ لاتعجل
توسن عمر ، خوگر رم ہے
جسے دیکھو ہوس کا زندانی
کون آزاد و شاد و خرم ہے ؟

سست بنیاد عمر مستعجل
کام کر کام زندگی کم ہے !

لے عدو بن کے جائزہ اپنا
طبع دشمن عیار محکم ہے

شعر و فریاد و آرزو بن جا
زندگی تنگنائے ماتم ہے

ظن معلول کا مشاہدہ نام
علم ناقص حجاب اعظم ہے

عارضے کا علاج کر بالمثل
نیش کژدم ھی نوش و مرہم ہے

کیا کہوں ذائقہ محبت کا
شہد شیریں ہے، زہر ارقم ہے

ہم نے مقدور بھر تو کوشش کی
ناتمامی نصیب آدم ہے

حسن کھلتا ہے سوگواری میں
کتنا دلکش لباس ماتم ہے !

کیا کرے آدمی کدھر جائے
ایک دل ہے ہزارھا غم ہے

علم و حکمت ہے زندگی دل کی
سہو و نسیاں خمیر آدم ہے

علم کی انتہا نمی دانم[۱]

پردے کھینچو کہ روشنی کم ہے[۲]

اے قلو پطرہ ؟ اے بیاترچے !

عشق جنت نہیں ، جہنم ہے

مطلب اسطورۂ سسی فس کا

زندگی جد و جہد پیہم ہے

ایلی ![۳] ایلی ! لما سبکتانی ؟

وادیٔ شک میں ابن مریم ہے

غار ارواح میں اتر کر دیکھ

شور ہژدہ ہزار عالم ہے !

---

1. Que sais - je (scai - je) ?
   — *Montaigne*

2. Mehr Licht !
   — *Goethe*

۳- انجیل : متی ۲۷ : ۴۶ ایلی ایلی لما شبقتنی
مرقس ۱۵ : ۳۴ الوہی الوہی لماشبقتنی

۴

دشت و دیار دل میں سفر کر

زاد سفر ہو صبر و عزیمت

تخلیق کی شب ، تاریک و تیرہ

سوز نفس ہے نور بصیرت

اہل ہنر ہیں خلاق دنیا

رمز ہنر ہے تسخیر فطرت

ہے خود شناسی یزداں شناسی

اصل اصول اسفار حکمت

بالا ہیں مرسل حرص وطمع سے

کیا دے گا کوئی اجر رسالت !

ہوتی ہے پیدا اک حس سادس

کرتے رہو جو مشق و ریاضت

دائم مسافر راہ خدا کے

رکھتے ہیں خود کو محروم راحت

آمیزش ان میں عجز و منی کی

حرّ زمانہ ، عبد مشیت

حزم و رضا کے تابندہ پیکر

لذت شناس اندوہ و غربت

قلب و نظر کی گہرائیوں میں
نارِ جہنم، انہارِ جنت

۱ اک بار پھٹ کر جڑتے نہیں ہیں
دل، دودھ، موتی، اور بےمروت!
چپ چاپ آؤ اک دن اچانک
۲ دیکھا جو چاہو عاشق کی حالت

دیپک سے کاجل ہوتا ہے پیدا
دیکھو کنول کی کیچڑ سے ملّت
۳ بادل میں مل کر کھاری ہو میٹھا
کیا سوگن اوگن؟ تاثیر صحبت!

جینے کی خواہش کر خود میں پیدا
کیوں ہے گدائے حفظ و حمایت؟
۴ انسان خود ہے معمار اپنا
جس طرح ڈھالے ڈھل جائے قسمت

راہ تمنا پر خار و پیچاں
وادی طلب کی صحرائے وحشت
اہل نظر سے مخفی نہیں ہے
کار جہاں ہے مبنی بہ حکمت
سعی و عمل ہے روح توکل
بیچارگی ہے ضد قناعت

یہ فقر کی ہے سہ حرفی، اے دل!
فاقہ، قناعت، روحی ریاضت

سیکھو اصول زرّین اوسط
سمجھو نظام اسباب و علت[٥]

باتوں کے رسیا سن بات میری
گفتار بس ہے کردار امرت

یہ درّ[٦] غلطاں آنکھیں ہیں کس کی؟
یاقوت و مرجاں کس لب کی رنگت؟

خواب و عمل میں رکھو توازن
عشق و خرد میں کیوں ہو خصومت

رنگ حنا ہے یا خون عاشق
صبح چمن ہے یا نور طلعت

کشف حقائق، نطق دقائق
نے خوف دوزخ، نے ذوق جنت

روئے مقمرّ، خدّ منور
جعد معطرّ، ریحان و راحت

فکر حکیم و رائے برہمن
مومن کا جذبہ، پیغانی جرأت

درّ یتیم و لعل سپید و
گوگرد احمر — خیر و نجابت

بردالشراب   بردالشباب

چہرہ کتابی ، قامت قیامت
صفوالدنان رجع القیان
قرب الغوانی دنیا ہے جنت
اے برق لامع ! اے ابر ماطر !
برکھا کی رت ہے ہیجان و حسرت
موتی صدف میں پتھر میں گوہر
شاعر کا سینہ گنج صداقت
حشر معانی الفاظ میں ہو
آواز میں ہو لیکن نہ رقت
کشف غطا ہے مقصود فن کا
نے ملک و دولت نے عز و شہرت
بالطبع شاعر ہے دزد آتش
جلنے میں اس کو ملتی ہے راحت
صورت نگار اسما و اشیا
گلدستہ بند حرف و حکایت
اے موج دریا دے ہم کو رستہ !
اے آگ بن جا گلزار رحمت !
دیوار دل کو کرتا ہے بودا
غلیان عشق و طغیان شہوت

دیروز و فردا، ابعاد حاضر

موجود سے ہے غائب کو نسبت
ملک وفا میں اے مرد طامع!
وصل انتظار اور دوری ہے قریب
بے امتحاں تو ہر شے ہے سونا
صورت نہیں ہے مرآت سیرت
ظاہر نہیں ہے مقیاس باطن
قامت نہیں ہے معیار قیمت
جو نیک و بد کو سمجھے اضافی
وہ بوزنہ ہے ابلیس خصلت
مسموم و مہلک پائیری چشمہ
بھر کے جو چلّو کر لو قناعت
لیکن پیو گر سیراب ہو کر
ریحان و روح و رضوان و راحت
میں کہنے والا میں سننے والا
قرطاس و کلک و مضمون و ہیئت
بتلاؤ ہل فی الدارین غیری؟
دعوی اگر ہے لاؤ شہادت
نعم البدل ہے کالائے ربّی
اے محو نفع و لہو و تجارت!

عذّال میں ہے کنگاش و نجوا
کرتے ہیں مسکوٹ اہل سیاست
زندہ ہے جب تک اپنا ہنر کر
مستغنیانہ، با عزم و ہمت
عورت میں جیسے ناز و تبختر
لالی ہے گلچیں لالے کی فطرت
الوان نعمت نا محرموں کو
عاشق کا حصہ رنج و ملامت
صہبا کی تلخی، فلفل کی تیزی
خوشبو گلوں کی، لب کی حلاوت
ہے قول برحق، الحق مُرّ
گفتار باطل نشخوار و شربت
انعم صباحاً اہلاً و سہلاً
اے مہر سیما، اے فجر طلعت!
درویش کا منہ کیلے نہ کوئی
بجلی کو پکڑے یہ کس کی ہمت؟
چاہے پیا جس کو، وہ سہاگن
جس کا چلن ہو وہ نقد و دولت
سیٹھا، سلونا، کڑوا و میٹھا
سب یہ ملیں تو چوکھی ہو لذت

جام مغانہ ، صوت اغانی
نطع فراغ و خرگاہ عشرت
یہ زال دنیا ہے مکرھائی
مت کر ٹھٹھو لے ہے جائے عبرت
خندی چھنال اور آفت کی پڑیا
گھٹ میں پڑی ہے اس کے شرارت
شیریں ہیں لب اور نمکین آنکھیں
جان ملاحت ، روح حلاوت
یہ شوخ دیدہ ، گیسو بریدہ
زھرہ شمائل ، ناھید طلعت
یہ تنگ پوشی ، یہ جامہ زیبی !
اے قلب والہ ، اے چشم حیرت !
تعریف سن کر محجوب مت ہو
حمد و ثنا ہے تحدیث نعمت !

---

(۱) من موتی اور دودھ رس ان کے یہی سبھاؤ
پھاٹے سے پھر نا ملیں کوٹن کرو اپاؤ
(۲) ھوت بھلے کے ست برو ، بھلو برے کے ھوئے
دیپک سے کاجل پرگھٹ کنول کیچ تے ھوئے
(۳) اتم جن سوں ملت ھی اوگن سوگن ھوئے
گھن سنگ کھارو اودھ مل برسے میٹھو توئے
۴ Faber est quisque fortunae suae
۵ Felix qui portuit rarum cognoscere causus
۶ Of his bones are coral made — *Virgil*
These are pearls that were his eyes
— *Shakespeare*
۷ Donc le poete est vraiment vobur de feu
— *Rimbaud*

(۵)

اے وطن پاک ! تری سر زمیں

رشک عدن ، روکش خلد بریں

عنبرِ سارا تری خاک سیاہ

روشنیٔ دیدۂ دنیا و دیں

خرمن مہتاب و خیابان گُل

تیرے حسیں غیرت حوران عیں

تیرے جوانان اولوالعزم کا

نام ، عقاب در و شیر عریں

ماذنے سے اٹھتی ہے بانگ اذاں

گفت حکیمانۂ روح الامیں

فخر ولایات و عروس بلاد

جیسے زمرد کی ہو ساری زمیں

روئے خوش و سبزہ و آب رواں

ریشۂ زرّیں — غم درّ ثمیں

پان کے کھیت اور سپاری کے پیڑ

چائے کے باغ اودے ہرے مخملیں

لہروں کے دف اس میں بجیں رات دن

سندری بن شیر ہیں جس کے مکیں

بانس کے بن ، جھنڈ انّناس کے
واپسی کا راستہ ملتا نہیں
کاکل مشکینہ و چشمِ غزال
کون کوی ہے جو غزل خواں نہیں
عارض محبوب کا رنگ ملیح
خوشۂ گندم کا بنا خوشہ چیں
سرو کے بوٹے سہی قد سر بلند
جسم بلوریں ، شفقیں ، مرمریں
غسل کریں دودھ سے، کھل کھل ہنسیں
قوس قزح ، کاہکشاں ، فرودیں
گندمی پنڈے میں ابٹنے کی باس
نین کٹورے میں مئے آتشیں
مشک ہے عنّاب ہے نکتار ہے
دمعۂ عنقود ہے ماء معیں
چشمۂ حیوان و جوئے زنجبیل
خمر و لبن ، نیشکر و انگبیں
خمکدۂ غبغب و نوش زلال
روح فزا لذۃ للشاربیں
پچھلے کو چکی کی گھمر گھوں کے ساتھ
ہونٹوں پہ اک زمزمۂ دلنشیں

شعلۂ آواز میں سوز نفس
پیٹ کی ماری ہے کوئی مہ جبیں
سر پہ اٹھائے گھڑے پہنے کڑے
پنگھٹوں کے پھیرے کریں نازنیں
یہ مہ و انجم کی قدم گاہ ہے
اس کو ترنجن نہ سمجھنا کہیں
چال میں تندی جوئے کہسار کی
دشمنِ تمکیں شکنِ عنبریں
چوکڑی کھیتوں میں بھریں ہرنیاں
خیلِ گل و نسترن و یاسمیں
ریشمی لاچے ہیں پھسل جاتے ہیں
حسن زلیخا نہیں پردہ نشیں
گلگت و چترال و سوات و مری
برف گرے ، چشمے بہیں نیلمیں
خیبر و بابوسر و سیف الملوک
لعل سے ترشے ہوئے حصن حصیں
وادیٔ مہران ہو کاغان ہو
ہر جگہ حسن نمکیں در کمیں

جشن بہارینۂ چوماس و پل
دیووں کو کیلاش کی پریاں ملیں
حسن کا سچّائی کا نیکی کا دیس
امن کا گھر ، خیمۂ عزم و یقیں
مرکز احیائے علوم و فنون
عروۂ وثقیٰ ہے یہ حبل متیں
سورۂ رحمان کے آہنگ میں
درس دل روشن و فکر رزیں
میمنہ و میسرہ ، قلب و جناح
ڈھاکہ و لاہور ، کراچی ، پشیں
بوقلموں نعمتیں بخشیں ہمیں
شکر ہے اے ایزد جاں آفریں !
وادیٔ کشمیر تو کیوں ہے اداس
چاہنے والے تجھے بھولے نہیں
شوق ہے گلگشت پہلگام کا
ڈل کے لئے دل بہت اندوہگیں !

مئی اس ارض سیہ کا سودائی
ساتھ ھی چاند کا تمنائی
غم دنیا و فکر ما فیہا
سر و برگِ جنون رسوائی
چرخ زنگار گون و مینا رنگ
گوھر افروز نور بینائی
ہے بہشت اک مقام روح افزا
حور ، غلمان ، سبزہ ، تنہائی
گل لالہ معانق ریحان
عاشقوں کی امید برآئی
عود و عنبر کی منقلیں روشن
نغمہ پیرا رباب و شہنائی
با ادب ، با ملاحظہ ھشیار
دست بستہ کھڑے ھیں مجرائی
سلسبیل قمر گرے شب بھر
رہے شب بھر بہم شکر خائی
لیٹے ھوں گے کنار نہر لبن
ساکنان سپہر مینائی
محفلیں شوق کی سجاتے ھیں
آپ صہبا ھیں آپ صہبائی

نخلبند حدیقہ اسرار
گلشن راز کے تماشائی
کبھی ذرے کو آفتاب کہیں
کبھی سمجھیں پہاڑ کو رائی
ہم بھی آتے ہیں آگ لینے کو
چمک اے شعلہ زار سینائی!
ہم بھی ہیں قافیوں کے چرواہے
گو سفندان حرف کے راعی
کد خدا نو عروس معنی کے
باد پیمائے دشت تنہائی
قصد بیت الحرام عشق کرو
بنو چندے رجال صحرائی
روح ربّی سے ناامید نہیں
ہم سمجھتے ہیں رمز مولائی
ظلمت شب کی بخشش آب حیات
بار دل ہے عذاب تنہائی
پھر بھی افسردگی برن بدلے
چور دروازے سے چلی آئی
درد ہمزاد، سرخوشی سایہ
غم وفادار، عیش ہر جائی
غیر سے گرم اختلاطی ہے
ہم سے اعراض و بحث وکج رائی

۲

هنر مے ہے جرعہ فشانی
اور سر صدقہ، ناصیہ سائی
آدمی کا ہے شیطان
مفت خورہ، خوشامدی، ناعی
فخر شیوہ نہیں شریفوں کا
غـرّہٴ علم کیا، مرے بھائی!

---

۱ اذود القوافی عنی ذیادا — ذیاد غلام جری جرادا
فلما کثرن و عنّیننہ — تخیر منہن ستاً جیادا
فاعزل مرجانہا جانباً — واخذ من درہا المستجادا
امرؤالقیس

ابیت علی باب القوافی کانما — اصادی بہا سرباً من الوحش نزعا

۲ شربنا و اہر قنا علی الارض فضلہ — وللأرض من کاس الکرام نصیب
ناجوانمردیٴ بسیار بود، چوں بنود — خاک را از قدح مرد جوانمرد نصیب
منو چہری

یک قدح مے نوش کن بر یاد من — گر ہمی خواہی کہ بدہی داد من
یا بیاد این فتادہ خاک بیز — چونکہ خوردی جرعہ‌یی برخاک ریز
رومی

گرچہ در مجلس گردون شب و روز — مہ بساغر خورد و ہور بجام
خاک را نیز بہر حال کہ ہست — ہم نصیبے بود از کاس کرام
اثیرالدین اومانی

اگر شراب خوری جرعہ یی فشاں برخاک
ازاں گناہ کہ نفعے رسد بغیر چہ باک
حافظ

طلوع بادہ زشام و سحر دریغ مدار
زخاک جرعہٴ خود چوں قمر دریغ مدار
نظیری

۷

فاش کیا رند نے راز نہانی !

سبحانی : قال : ما اعظم شانی[۱]

جامے سے باہر نہ ہو اے گلِ احمر!

خواب شب صیف ہے عہد جوانی

باد بہاری چلی چھپ گئے تارے

مہ نے کیا زیب تن جامہ کتانی

بس گئے دیوار و در عطر حنا سے

بستر گُل سے اٹھی رات کی رانی

ساعت ساعات ہے یہ شب شبہا

چھیڑ گئے وقت کی کوئی کہانی

شاهد گلچہر ہے ساقی و مطرب

کس نے کہا عشرت دہر ہے فانی

بولی تنک کر، تنک آنکھ جو جھپکی

خالدی تو نے مری قدر نہ جانی

وصل کو جب بھی کہا مرگ محبت

تجربہ بولا نہ کر کذب بیانی

جام شبانہ ملے نان شبینہ

شب ہمہ شب میں کروں زمزمہ خوانی

کش کش بند کمر، بس بس بوسہ

قلقل مینا و رنّات اغانی

دختر حوّا سے ہے رونق دنیا

ہائے وہ نعمت جو ہو آنی و فانی!

بندۂ روئے خوش و صورت زیبا

اے بنی آدم میں ہوں صید غوانی

خواہش صہبا بھی ہے شوق صنم بھی

ہائے یہ رومان کی ریشہ دوانی!

رنگ و بوئے بوستاں رخ سے نمایاں

لفظ کو روشن کرے نور معانی

رقعۂ ادبار و منشور شقاوت

علم اگر جہل نو کا بنے بانی

زندگی و فن کی ہیں گھاٹیاں اوگھٹ

شہرت و عورت کی لت سو وہ پرانی

اے سخن آرا، بہل فخر و تعلی!

عارضۂ دق ہے لاف ہمہ دانی

رقص کے آہنگ سے سیکھ توازن

شعر میں ہو آبجو کی سی روانی!

---

۱ سبحانی سبحانی ما اعظم شانی — بایزید بسطامی

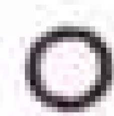
سراپا فغاں ہے مری زندگی
تری یاد میں کس قدر تھک گئی
ترے نقش پا کو ہزاروں سلام
مرا نام لانا نہ لب پر کبھی
ہے پیش نظر کشف ستر جیب
زباں نغمہ سنجِ غم عاشقی
غریم المنایا ، حلیف الھموم
غنی ہو کہ مفلس ہر اک آدمی
فکن موسراً شئتَ او مُعسرا
یہ اوجھل نہ ہو مقصد زندگی
پکاروگے[۲] لیت یعود الشباب
بہار جہاں ہے گھڑی کی گھڑی
تو دانی کہ گُل با صنوبر چہ کرد
کبھی شہر واقاف کی سیر کی ؟
وہ زہرہ جبیں ذاتَ دلٍّ ملیح
مجھے نائی نالاں بنا کر رہی

کہاں ہند و زلفا و دعد و رباب
کہاں حسن بانو ، کہاں ماروی؟
بثینہ کہاں ہے کہاں عاتکہ؟
نہیں طاہرہ قرۃالعین بھی
مے ارغوانی سے سیراب لب
حنابستہ کف ، سانولی رس بھری
نوازندہ بلبل کرے گفتگو
گرازندہ آہو بھرے چوکڑی
مزاج اس کا نازک طبیعت غیور
پری مت کہو وہ ہے روپامتی !

---

۲ بَکیتُ علی شبابٍ قد تولّیٰ فیالیتَ الشابَ لنا یعُودُ

رضہ
علی



حسن جہاں بھی ملے اس سے محبت کرو

۹

تنگ و دو میں کمی نہ کر لیکن
جو میسّر ہے اس پہ شاکر رہ

مل ہر اک سے بخندہ پیشانی
راز دل کا کسی کسی سے کہہ

تن پہ پشمینہ ہو کہ اطلس ہو
دل پہ قابو رکھ اپنے آپ میں رہ

غم لا حاصلی و حاصلی کیا
مرد بن ، سختیٔ زمانہ سہہ

اے مقامر سنبھل کے چل چالیں
بُری ہوتی ہے دیکھ دل کی شہ

عین حکمت ہے عاقبت بینی
سیل جذبات میں نہ مطلق بہہ

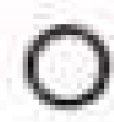
ملے آذوقہ تو ابھر جائیں
مردمان کمینہ و بے تہ !

غم کر نہ شکست آرزو کا
یہ جان امید بھی ہے دھوکا
رکھ زہد و ورع سے رشتہ محکم
کر فسق و فجور بھی گوارا
ہے زیست مسلسل اک تنازع
لے جہد بقا میں بڑھ کے حصہ
اے رہن تجرد و تبتّل
کر ملک خدا کا بھی نظارا
اے معتکف خمِ توکّل
تسلیم و رضا کو تو نہ سمجھا
ہے استغنا تو در حقیقت
سیف پیکار لا و الاّ
کھیلو گے تو ہار جیت ہوگی
بس کھیل ہی کھیل کا ہے ثمرہ
ہے علم تحفظ و تذکر
میثاق الست کا اعادہ
والعصر پکار ہے خدا کی
اے ابن بشر نہ کر بھروسہ

بازار حیات دامگہ ہے

کھول آنکھ نہ مول لے خسارہ
خوبی کا سیفر ہے خرابی
ہے رات سحر کا پیش خیمہ
آنکھوں کو ہے حسرت تفکر
دل مانگے لذت نظارہ
ہر کوئی مرائی و ربائی
ہر چیز مذہب و مطلا
دلگیر و ملول کیوں ہے ناداں
امؔ للانسان ما تمنّیٰ
سمجھو آواگَون کے چکر
برزخ کے مقام پست و اعلی
اتنی ہے حقیقت تناسخ
کرتے ہیں قریب رفتہ رفتہ
مٹی ہے کثافت عناصر
مٹی کا مکاں ہو جب شکستہ
بندھن کٹیں ایک ایک کرکے
ہے دیر گسل نگارِ دنیا
تا ہو سکے در خور تجلی
آئینۂ دل کو کر مجلا

رضوان بہشت ہے لطافت
هو لاکھ کوئی حسین و رعنا
جب تک نہ ہو طاہر و مطہر
پروانہ ملے نہ داخلے کا
نروان و نجات و رستگاری
منزل گہ جاں کا استعارہ
کر عیش کہ پھر نہ مل سکے گی
بہ جنت آب و گِل دو بارہ
ہم خیر کثیر کے ہیں طالب
اے رب تبارک و تعالیٰ !



مطلع فجر ہے ان کی تیرہ شبی
نور بویا گیا صادقوں کے لئے

۱۱

حسرت ہے رفیق راہ لذت
اندوہ شریک بزم عشرت

کیوں تیرے دل میں جا گزیں ہے
اندیشۂ فسخ عہد الفت

ہر عہد کا ٹوٹنا مقدر
کائن کے مزاج میں ہے جدت

سچّے فنکار کا ہے مطمح
دولت کی طمع نہ شوق شہرت

تنہائی، یار غار اس کی
دن رات حصار بند خلوت

بار خاطر نہ یار شاطر
مغرور و غیور و بے مروت[1]

دانندۂ راز کبریائی
آگاہ ولایت و رسالت

لیل تخلیق — لیل الیل
بس دل ہے دلیل نور و ظلمت

گه عجز و نیاز ، گه تکبر
فن کی متضاد ہے طبیعت
وادی ہے یہ اشتباہ و شک کی
راہوں کو اُجال اے محبت !
روشن ہے چراغ طور سینا
کر کسب تجلی و حرارت !
اے دشت نورد شوق و مستی !
ہے خضر راہ ، استقامت
مت بھول کہ دزد مرحلہ ہیں
مایوسی و ظلمت و یبوست
ویرانے میں جیسے غول و بد روح
آسیب ، چھلاوہ ، وہم ، وحشت
خنّاس کے وسوسوں سے بچنا
آتا ہے بدل بدل کے ہیئت
بن صیرفیٔ قدیم و حادث
نقاد روایت و درایت
تو وارث جائداد آبا
تو چشم و چراغ آل و عترت
گر ناموری کی آرزو ہے
میراث پدر کی کر حفاظت

بس ذوق سے رونق سخن ہے
بے ذوق کی رائگاں ہے محنت
تقطیع بوادی و مفاوز
مدہوش و فریفتہ کی عادت
تسکیں بہ صوامع و دوایر
خوئے دلدادگان فکرت
جل اپنی آگ میں ہمیشہ
ققنس کی طرح ہے فن کی فطرت
صناعی سے مفر نہیں ہے
بن ترشے نگوں کی کیا ہو قیمت
کر[۲] سیر و سفر پئے تمتع
پیش نظر اطلبوا کی غایت
یہ کار گہ جہاں تری ہے
کر کسب ہنر بقدر ہمت !

1 Ouesto Dante per suo saver fu alquanto presumtuoso, schifo e s degnoso, e quasi a guisa di Filosofo mal grazioso, non ben sapeva conversare co' laici.

— *Giovamni Villani*

۲ تغرب عن الا وطان فی طلب العلیٰ

— علی رضہ

۱۲

بھولوں انہیں، کیسے کیسے، کیسے[1]
وہ لمحے جو تیرے ساتھ گزرے ؟

دل میرا رمیّۃُ الغوانی
دن رات سپند وار تڑپے

ہے سائر فی المنام شاعر
پرچھائیں کو شخص دوست سمجھے

بولو اے زندگی کے پیڑو !
کیا رنگ ہیں آمد شتا کے[2] ؟

ہے راہ نما جبلّت ان کی
بے حس نہیں موسمی پرندے

کھونا بھی ہے اک طرح سے پانا
جو ہارے مآل کار جیتے

اے دانشور مفر نہیں ہے
اقرار وجود کبریا سے

آیات و دلائل و براھین
بے ساختہ رنگ رنگ جلوے

دل گنج بدایعِ ہنر ہے
جو رمز شناس ہو وہ سمجھے
ہے عیش حیات ، ابر عابر
سایہ کی طرح اڑے نہ ٹھہرے
افضال و مکاسب و مواہب
ثمرے ہیں ریاضت ہنر کے
ملتے ہیں مناقب و فضایل
یا حسن خیال یا عمل سے
جانا کوئی کارساز بھی ہے

۳

ٹوٹے بن بن کے جب ارادے
ہے توڑ نباہنا ہی مشکل
اے عشق سیمٹڑی سمجھ لے
ابنوہ گیسوئے پریشاں
میرے شانوں پہ کاش بکھرے
گوئے بلّور و عاج و مر مر
ریشم کے لباس میں چھپائے
غارت گر جنس پارسائی
انگور کے خوشے ، سرخ گوشے
محراب ، عمود ، برج ، قوسیں
رَس میں ڈوبے ، بھرے بھرے سے

سجدار سڈول ، گول ، کومل
مٹّی سے نہیں خمیر جیسے
بحر کافور میں تلاطم
بھونرا بیٹھا کنول کو چوسے
چاک افقی ، حریم زہرہ
رہ رہ کے مدن ترنگ جھلکے
طغیان شباب کو سنبھالیں
مہتاب سنا سبوچے مل کے
کوزے میں نہ بند ہو سمندر
سر پٹکے بپھر بپھر کے سمٹے
جھلمل جھلمل بدن کا سونا
لہرائیں لٹیں کمر سے نیچے
اے چاند اگر تو اس کو دیکھے
کوٹھے پہ کبھی اکیلے سوتے
تیرے چہرے کا رنگ فق ہو
تو اپنی سب آن بان بھولے
کیا چاند سی صورتیں بنائیں
قربان اے نیلی چھتری والے!

---

1 ...deun wie, wie, wie, sie vergessen!
2 O Baume Lebens, O Wann winterlich?

— Rilke
— Duino Elegies.

۳ عرفت اللہ سبحانہ بفسخ العزائم و حلّ العقود و نقض الھمم
نہج البلاغتہ

میں آتش محبّت تُو آتش جوانی
یہ عشق جاودانہ یہ حسن جاودانی !

خوشبوئے مشک نافہ چھپتی نہیں چھپائے
تاب قمر نہ لائے پیراہن کتانی

بالیدن و تپیدن سرِّ حیات و فن ہے
ہے خام وہ ترانہ ہو جس میں لن ترانی

شعر و سرود ہے یا جادو کا کارخانہ
بادل سے آگ برسے پتھر سے نکلے پانی !

دُرج دہن سے بارے قفل سکوت کھولو
جذبات بے زباں ہیں جویائے ترجمانی

ناکامیٔ محبت مژدہ حیات نو[1] کا
توقیع دردِ دل ہے منشور شادمانی

اس دور میں بنی ہے ریحانہ ، قہرمانہ[2]
دریا ہے پُر تلاطم ، کشتی ہے بادبانی

صبح ازل سے اب تک نظم جہاں وہی ہے
شاعر فقیر و غارم ، عاشق اسیر و عانی

پیتارۂ فراق و ویرانۂ مصیبت
جرمانۂ عزیمت اے صاحب اغانی !

وارستگی کا دشمن ، جاسوس ملک حرماں
دل ہے اسیر خوباں ، خُواس کی نغمہ خوانی

اے موج موج دریا ، اے سیل سیل باراں
دل بوند ہے لہو کی ، پر محشر معانی !

---

۱ La vita Nuova

۲ فان المراة ریحانة ولیست قہرمانة
نہج البلاغة



کسی شمشاد قد سے کر لو پیوند
رہوگے سرو آسا کب تک آزاد
اساس عشق یا رب بے خلل ہو
بنائے دلبری ہے سست بنیاد

ACC. 10628
انڈین انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز
پنچکوئیاں روڈ، نئی دہلی

۱۴

دھیمی کر آواز حُدی، آہستہ چل اے سارباں!
محمل میں محو استراحت ہے مرا آرام جاں

ٹھوکر سے زخمی ہو مبادا وہ کلائی چاند سی
مہندی لگے ہاتھوں میں نازک کانچ کی ہیں چوڑیاں

شاخ چمن لہرا کے جس کی پیشوائی کو بڑھے
گلگشت کو نکلے تو جھک کر فرش پا ہو کہکشاں

وہ سرو کا بوٹا ہے پھولوں کی لچکتی ڈال ہے
سب اس سے مالا مال ہے کیا گلستاں کیا بوستاں

وہ دلربائی کا مرّقع ہے اسے کیا نام دیں
تصویر اس کی ہے کوئی نقش حسیں دیکھو جہاں

دیہیمِ ہفت اقلیم کو ٹھوکر سے ٹھکراتی چلے
ڈالے چھچھلتی سی نظر جس پر بنے شاہ جہاں

وہ حسن بے پروا تو خود ہے ایک زندہ سلطنت
ہر رونگٹا اس جسم کیف آگیں کا گنج شائگاں

آگاہ اپنے سحر سے اس کی قیامت قامتی
پیراہنِ چسپاں سے تن کی بے حجابی ہو عیاں

اس کے رنگیلے پاؤں کے بچھووں میں کیا اسرار ہے
رکھّے زمیں پر جب قدم بجنے لگیں شہنائیاں

رومان و رزم و راز سے اٹھا خمیر شاعری
فرزانہ و دیوانہ دونوں قائل سحرِ بیاں

ہے سر بلندی کی طلب ، پیغمبر رنج و تعب
عزت کوئی آفاق میں ملتی نہیں بے امتحاں

اخلاص کو حاجت نہیں رنگینیٔ گفتار کی
اکثر منافق ہی نکلتے ہیں خطیب خوش بیاں

سب گوش بر آواز ہیں آواز دوست آتی نہیں
بجتی نہیں مندر میں راتوں کو سنہری گھنٹیاں

آنسو رلائے خون کے وحشت خرامی شوق کی
سنسان ہے سارا نگر اجڑی پڑی ہیں بستیاں

بن برسے ترساتا ہوا ، یوں آڑ نہ کتراتا ہوا
اَے ابر تیری منتظر ہیں خشک سوکھی کھیتیاں

افلاکیوں کے سامنے ساحل ہے جانے کونسا
مدھم ستارے چرخ نیلی فام کے ہیں بادباں

عرفانِ نفس، ادراک و استقرا کی پہلی شرط ہے
کوشش[۱] اگر ناقص نہ ہو جاتی نہیں ہے رائگاں

چوبِ مقدّس ہے نشاں زرخیزی و تخلیق کا
ہم ڈھونڈتے ہیں جنگلوں میں نقش پائے رہرواں

طبل تہی کی ہے صدا تھوتھا چنا باجے گھنا
ہر ناسمجھ کہتا ہے اپنے آپ کو اہل زباں

گویا متاع علم بھی ترکے میں ان کو مل گئی
بنتے ہیں ننگ خانداں؛ چشم و چراغ دودماں

میراث ابّ وجد میں ہے کیا صرفہ جدّ و جہد کا
یہ نا مسلماں ہیں بزعم خویش قطبِ آسماں

موتی ہنر کے اس طرح بے کسب ہاتھ آتے نہیں
ہر لولوئے لالا ہے رضوانِ ریاضِ جاوداں

یہ کارخانہ دھر کا قائم ہے عدل و رحم پر
دیتے ہیں سب کو تول کر روزینہ سود و زیاں

انصاف ہے رکنِ رکینِ بنگاہ صبح و شام کا
جس چیز کے قابل ہو جو ملتی ہے اس کو بے گماں

دشوار ہے تجرید و استغنا کی راہ، اے دل! مگر
ہے یہ صراطِ مستقیمِ منزلِ روحانیاں

موقع شناسی اس کا مذہب، ماسوا سے کیا غرض
کمبخت ابن الوقت ہوتا ہے مگر رطب اللّساں

احسان مندی کے لئے لازم ہے عالی ہمتی
جوہر شناسی کے لئے درکار ہے ظرفِ مغاں

رہتے ہیں خود آگاہ، سب کے درمیاں سب سے الگ
وہ جانتے ہیں عشرتِ جاوید ہے تسلیمِ جاں

تصدیقِ دل، اقرارِ لب، زادِ رہِ روحانیت
جس میں نہیں انسانیت، وہ شخص ہے بے خان و ماں!

---

۱ مَن طَلَبَ شَیئاً نالَہ اَو بعضَہ
بقدرالکدّ تُعطیٰ ما تَروم
— نہج البلاغۃ
(علی رض)

۱

رم جھم برس رھی ھے گھٹا جی نڈھال ھے
اے یار دلنواز شب برشگال ھے !

۲

آنکھوں میں پھر رھے ھیں وہ مدھوش رتجگے
ھاتھوں میں رند تشنہ کے جام سفال ھے

آرائش جمال میں تو محو ھے جہاں
وہ روشنی کا ملک ، دیار وصال ھے

اے بے قرار فجر کا تارا ھوا طلوع
اے سوگوار کس لئے آشفتہ حال ھے ؟

یادیں عزیز ھیں مگر آرام جاں کہاں
تیرے بغیر واقعی جینا وبال ھے

اوھام خیل خیل ھیں آلام ذیل ذیل
اے دل یہ زندگی ھے کہ مایا کا جال ھے

اس خوبصورتی پہ اتنا نہ کر گھمنڈ
یہ دولت شباب سریع الزوال ھے


LIBRARY

اے صاحب نصاب ہے تجھ پر ذکات فرض
خیرات کر خزانے میں الغاروں مال ہے

ہیں بادۂ نخوردہ کے خم اتگ انگ میں
جذّاب و خوابناک ہر اک خدّ و خال ہے

دنبالہ دار قدرتی کاجل بھرا ہوا
غش سوئی سوئی آنکھ پہ چشم غزال ہے

سر پر دوشالہ قرمزی، بر میں لباس سرخ
وارفتگی کا رنگ ہے بدمست چال ہے

ہو بے نقاب اے پری چہرہ زنو بیا!
ہم بادیہ نشیں ہیں سوال وصال ہے

دیکھی پرانی جورو تو لہلوٹ ہوگئے
اس جدلیات دل کا سمجھنا محال ہے

تیری جبیں پہ تذکرۂ بزم غیر سے
اے مست ناز کیوں عرق انفعال ہے

وہ التفات غیر سے محض اتفاق تھا
تو بد گماں ہوا مجھے اس کا ملال ہے

ہم شعر کو سمجھتے تھے الہام ہے ، مگر
کچھ لوگ کہہ رہے ہیں کہ حیض الرجال ہے !

---

1 Il pleut doucement sur la villa

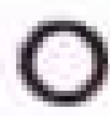
— *Arthur Rimbau*

Il pleure dans mon coeur
Comme il pleut sur la villa

Paul Verlaine

۲ قامت انّی بتقبیل تعانقنی ریّاالعظام کاَنالمسک فی فیھا
بتنا کذلک لانوم علی سرر من شدۃالوجد تدنینی و ادنیھا
ولید بن یزید

۳ وما سعاد غداۃ البین اذ رحلوا الا آغن غضیض الطرف مکحول
کعب بن زھیر



قرطبہ دور ہے اور تنہا

Cordoba
lejane y sola

— *Lorca*

زیتون اکٹھے کرنے والی مہ جبیں
اے شعلہ پیکر نازنیں ، غرناطہ چل !

Vente a Granada, Muchacha.

— *Lorca*

مشرب میخوار ہے رواداری
کر نہ کسی شخص کی دلازاری
غول بیاباں ہے پستیٔ ہمت
محض فریب نظر ہے دشواری
طلعَ نجمٌ اذا خویٰ نجمٌ
عدل و توازن ہے سنّت باری
بے ہنری کے فروغ کا باعث
جنس ہنر کی کساد بازاری
ہم کو نہیں مانع نواسنجی
یار سخن فہم کی طرف داری
چل رہ تخلیق میں پیادہ پا
تا دم آخر سفر رہے جاری

میکدے میں سر خوش تجرّع ہو
ذوق ہے روحِ روانِ فنکاری
دوست ہے سرمایہ فتنہ و شر کا
دشمن ناموس و ننگ ۔ ناداری
ہر کوئی دل کے غبار میں گم ہے
کون کرے بیدلوں کی دلداری؟

عیب و ہنر سے غرض نہیں ہم کو
دیکھتے ہیں ہم تو یار کی یاری

روپ جوانی تو دھن ہے جیون کا
جس پہ نثار آسماں، زمیں واری

گلبدنی دیکھ کر حسینوں کی
کس نے کیا دعوئ جگر داری؟

ہو جو ہوس باختہ وہ کیا جانے
کیفیت تشنگی و سرشاری

چمپئی مکھڑا ہے اسودی زلفیں
کندنی پنڈا ہے ریشمی ساری

مایۂ آشوب و آیت یغما
ہونٹ پہ افسوں نظر میں عیاری

خرمنِ آتش کی طرح رخشندہ
چال میں رقّاص کی نرت کاری

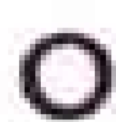
مبہم و مرموز چشمِ جادوگر
بار الٰہ، خواب ہے کہ بیداری!

ساکت و صامت مصوّر و شاعر
بندۂ خاکی ہے نوری و ناری!

۱۷

بڑھتی ہے سر شام بے قراری
اندوہ نہیں امر اختیاری
بھادوں کی بھرن جاڑوں کی مہاوٹ
دل چاک کو ہر بوند ہے کٹاری
وہ زلف سیہ رخ پہ ہے پریشاں
یا چاند تہ ابر نو بہاری
ہر شخص غم ذات میں فنا ہے
غیروں کی کرے کون غمگساری
برپا رہے طوفان باد و باراں
کرتے رہے میخوار مے گساری
ہوتا ہے تعصّب سے خلط مبحث
آئین نجابت ہے بُردباری
خالق کا دیا درجہ آدمی کو
یہ بھی ہے تری شان کردگاری
فنکار کریں کار بوستانی
لکھّی ہے مقدّر میں خاکساری
تلوار کی جھنکار، نالۂ نے
دونوں کو ملانا ہے چتر کاری

ھو فن میں حلیمی بھی سرکشی بھی
دو لخت دکھے تو یہ خامکاری
تخلیق ھے دشوار، شعر آساں
تخلیق ھے ادراک و حسن کاری!



تو ٹھنڈی چاندنی کے ساتھ صبح کے
دھندلکوں میں غروب ھوگیا
غبار راہ بن کے کی
نظر نے نقش پا کی جستجو
پہ تیرے کاروان کا
کوئی نشاں نہ مل سکا!



(صفحہ ۲۷ کے نویں شعر کے بعد پڑھیں)

ھم مقیمانِ کوچۂ امیدؔ
حرفِ لوح و قلم کے شیدائی

فسادات سے نظم جہاں زیر و زبر ہے
دیا آس کا روشن ہے امیدِ سحر ہے

کوئی ذوق شناس مئے حبِّ وطن ہو
جسے دیکھئے زنّاریٔ منصب و زر ہے

جگر سوختہ ، دل باختہ ـــ خائب و خاسر
ریا کار کے طرّے پہ سَرخاب کا پر ہے

کہیں سوز نہانی کے پیدا نہیں آثار
پرستارِ خودی غیر کا دست نگر ہے

دکاں کحلِ جواہر کی کھولی سر بازار
جسے شوق ہو لے سرمۂ مفت نظر ہے

ہنر کے لئے درکار ہے کوششِ پیہم
بشر حالت اصلی میں تو پیکر شر ہے

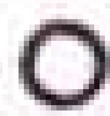
یہ انسان کہ مرکبّ ہے نسیان و خطا کا
ازل سے رہِ ہستی پہ سرگرمِ سفر ہے

لٹاتی ہے زرِ گُل جہاں بادِ بہاری
وہ اک کامنی الّھڑ انیل ابلا کا گھر ہے

کبھی وقت سے پہلے ، مقدر سے زیادہ
نہیں ملتی کوئی شے یہ آئینِ قدر ہے

پرکھتا ہے کسوٹی پہ ہراک کو زمانہ
اگر پاک گہر ہے تو بے خوف و خطر ہے

ہراک شخص کو ہے علم و ادراک کا دعوی
مگر پاس کسی کے نظر ہے نہ خبر ہے !



اس نمائش پسند دنیا میں
قدر ہے صرف کامیابی کی

جلتا ہے طاقِ سینہ میں شب بھر چراغِ دل
نا آشنائے خواب ہیں چشمانِ راجعوں

اَلمرء لا یزال عَدُوٌّ لما جھل
شکلیں اگرچہ ہیں عصبیّت کی گونہ گوں

دنیا میں کوئی شے نہیں ناممکن الوقوع
امکان کا خزانہ ہے پہنائے نیلگوں

نشخوارِ ناکسانِ جہاں مجھ کو زہر ہے
کیفیّت رحیقِ محبّت سے مست ہوں

حرفِ غریب ہے یہ سراپا شیٔ عجاب
محرم ملے تو حالِ دلِ مبتلا کہوں

اس نے دیا جواب کمر دابتے ہوئے
آنچ آتما کی جی کو جلائے تو کیا کروں ؟

خوشبوں کے ہار گوندھے سجائے دعا کے تھال
اس شہسوارِ رخشِ تمنّا کی رہ تکوں

میں راہِ ناگذار ہوں میں حصنِ ناشکست
وہ یکّہ تاز آئے تو سہل الحصول ہوں

منہ کا دہانہ جیسے کوئی نے کِھلا گلاب
لہجہ کہ جیسے زہرہ بجاتی ہو ارغنوں

آذر ہے بت تراش براہیم بت شکن
قدرت بقدر ہمت و کوشش ہے رہنموں

خیرالعمل جزا و سزا سے بلند ہے
کر ذات کو منزّہ اعراض چند و چوں

کرتی ہے خامشی کی نظر سے زباں خطاب
ہے کاروبار عشق سب افسانہ و فسوں

یوں خوفناک جیسے کہ مفتوح شہر ہو
پُر عربدہ، گداختۂ سوزش دروں

ریگ تپاں میں سایہ کرو اس پہ بادلو
دانائے راز عشق ہے یہ نور کا ستوں

ہر کاروان عقل میں صاحب نظر کہاں
ہر بینوا نہیں ہے نظر کردۂ جنوں

جو صائم النہار ہو شب زندہ دار ہو
فرہاد وار کاٹ سکے کوہ بیستوں

رچتی ہے ہڈیوں میں جب آرام کی افیم
ہوتا ہے حال ملت و افراد کا زبوں !

---

1 ...... she raged like a woman
she looked as frightful as a captured city.
– *Propertius*



سر پر سپید ریشمی رومال کا قصابہ
کبک دری کی چال چلے حوروش حبابہ



قدرتی حسن کو حاجت نہیں آرائش کی

ھویدا ھے نظر سے کیفِ مستی
شبِ خمر و خمارِ صبحگاھی

ترا سج بن کے راتوں کو نکلنا
حصارِ عافیت کی ھے تباھی

مجھے رکھتا ھے مثلِ بو رمیدہ
کسی شمشاد قد کا رنگِ کاھی

ھے دل دریا سمندر سے بھی گہرا
کوئی سمجھا نہ راز اس کا کماھی

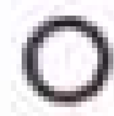
چلا جاتا ھوں تنہا پا پیادہ
نہیں کوئی مری منزل کا راھی

پکاریں مجھ کو بے لولو ھے لولو!
الٰہی! میں تو ھوں تیرا سپاھی

وہ بے پروا ھے شاھان جہاں سے
جسے مل جائے دل کی بادشاھی

حکومت فضلِ ربّی کا نشاں ھے
غرور و تمکنت دل کی تباھی

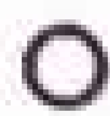
سراپا غرقِ دریائے جواهر
نگاهوں میں کنایاتِ ملاهی
فروغِ صبحِ صادق خال و خد میں
شبِ یلدا کی زلفوں میں سیاهی
نهیں دلساز یه خوبانِ دلخواه
مگر دل لے آڑیں خواهی نخواهی!



بار مینا سے هاتھ میں لرزش
کیف صهبا سے چال میں لغزش



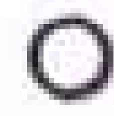
یه آب دهن هے اے سمیرا
یا مشک ملا هوا هے مے میں



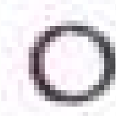
پُروا تو کب سنکے گی رم جهم برسیں گی بوندیں
کوشک هو توشک هو اور سینورینا پهلو میں !

کیوں پس پردۂ مرموز نگاہ
رنج نو میدیٔ پنہانی ہو
دے ضرورت کے مطابق روزی
غلہ و مے کی فراوانی ہو
پردۂ ساز سے پیدا ہو خروش
گر نہ مطرب میں خوش الحانی ہو
داستاں یوسف گم گشتہ کی
نغز و دلچسپ ہے طولانی ہو
بسکہ مشکل ہے گسست پیوند
قانع بے سر و سامانی ہو
آم کے مور کی مستانی سگندھ
کوئل آشفتہ و دیوانی ہو
چاندنی رات میں نکلے مہ ناز
جسم پر جامۂ عریانی ہو
جب کبھی دل میں تلاطم ہو بپا
شعر لکھ، محو غزل خوانی ہو

ہو نہ زنہار نظر سے اظہار
دل میں ہر چند پریشانی ہو
کب تلک عالم اسباب کی سیر
عازم منزل روحانی ہو
خوئے عشاق ہے الحاح ولجاج
حسن کیوں شامل نادانی ہو
لحن داؤدی و آہنگ زبور
یا الٰہی مجھے ارزانی ہو !



جاں سپاری کا صلہ دنیا میں
طعن ودشنام ہے زنجیر و شلاق



رزق مقسوم ہے ، اجل محتوم
پی شراب معتق و مختوم

۲۲

عمر کو مغتنم سمجھ غافل
تازیانہ ہے دوریٔ منزل

کہے پیاسا سراب کو دریا
عشق دشوار ہے وفا مشکل

تم سے نفرت بھی ہے محبت بھی[1]
کوئی سمجھا نہ سمجھے منطقِ دل[2]

پیش آہنگ پر نہ کر تکیہ
ہے خطرناک راہ مستقبل

رکھ سروکار روح و پیکر سے
کیوں الجھتا ہے سائے سے عاقل

چمک آئے نہ روشنائی میں
جب تک اس میں لہو نہ ہو شامل

خود فریبی ہے پردۂ غفلت
خودستائی سے کچھ نہیں حاصل

کب تک آوارگی و رسوائی
خود کو پہچان اپنے آپ سے مل

بد بلا ہے ہجوم نومیدی
اسم اعظم کا ورد کر عامل

چپ رہوں تو دماغ جلتا ہے
ہونٹ کھولوں تو سب اثر زایل

کہ رہی ہے صدائے یوریکا[3]
ذہن و دل میں نہیں حد فاصل

اے پریشاں نظر خدا سوں ڈر
رام مجنوں ہے لیلیٰ محمل !

---

1 Odi et amo : quare id faciam, fortasse requiris.
nescio, sed fieri sentio et excrucior.

— *Catullus*

I love and hate her

— *Shakespeare*

Je te hais autant que je t' aime!

— *Baudelaire*

2 The heart has its reasons, of which reason knows nothing.

— *Pascal*

Love's reason's without reason —

— *Shakespeare*

۳ Eureka میں نے پا لیا ارشمیدس

۲۳

قلّۂ قاف قناعت ہے نشیمن میرا
بارے دل معنیٔ یعطیک فترضٰی سمجھا

کوئی آساں نہیں تسخیر پریزاد سخن
نفسِ سوختہ رکھتا ہے اثر افسوں کا

جیسے بھونچال کے جھٹکوں سے سمندر کانپے
شب اوّل یونہی اندام گُلِ نو کانپا

تو کہ نوروز شبستان و بہار آغوش
خطبۂ سلطنت حسن ترے نام کیا

تیرے دروازے سے خورشید ضیا لیتا ہے
چاند کا داغ ہے تیرا ہی نشان کف پا

طلب اس گوہر ناسُفتہ کو ہے مثقب کی
آنکھ سے شورش جذبات نہاں ہے پیدا

مشک نافے کو چھپائے کوئی ہرنی جیسے
سچّے شاعر کو نہ ہو عرض ہنر کا سودا

شعر سلطان قلی ، بھاگ متی کا سنگیت
دونوں ٹکرائیں تو اقلیم دکن ہو پیدا

جنس بازار نہ بن پھول کی مالا کی طرح
تو گہر ہے صدف ناز میں پنہاں ہوجا

ذوق یکتائی ہے گر آگ میں جل خاک میں مل
دشمن جاں ہے ہنر مفت بر و مکری کا

شاہ طیموس کی بیٹی ہے زلیخائے جواں
ہم بھی ہوتے مہ کنعاں تو تماشا ہوتا

ماجرائے سفر دشت وفا کون سنے
بزم انشاد میں کرتے ہیں لب نطق کو وا

میں ہوں صحرا کے بگولوں کی طرح سرگرداں
تو مجسّم شبح وطیف و خیال و رویا

حسن با نو ہو لغارہ ہو کہ یا زریں پوش
امتحاں کرتی ہے پہلے طلب صادق کا

کیا کروں ظبیۂ زرّینہ بدن کی تعریف
باغ پُر رونق و بالیدہ ، مہنّا ، بو یا

چاند گھٹتا ھے تو بڑھتی ھے اداسی دل کی
آہ برہم زن محفل ھے سحر کا تارا

تار چاندی کا بجے عود پہ ھلکے ھلکے
چاند راتوں میں کھلے رنگ محل کا غرفہ

کام وہ ھے کہ جو بے بیمی و بے رشوت ھو
چڑھتے سورج کی پرستش ھے چلن دنیا کا

زندگی زندہ دلی جدت و بے ساختگی
کام وہ کر کہ جو ھو نغز و بدیع و تازہ

کیسے عمارہ کو عشق زن نجاشی نے
دشت و کہسار میں دیوانہ بنا کر مارا

نیل کی بھینٹ چڑھے ایک کنواری ھر سال
سن پلو تارک سے افسانۂ اغریقیہ

نجد سے آیا ہے پیغام عمر نیل کے نام
اہل توحید کو اے نیل تو راشی سمجھا ؟

ابن خطاب بہ منظوریٔ ربّ العزت
حکم دیتا ہے تری موج کو طغیانی کا

کاسۂ[۲] سر ہے سبوچہ، دم اعدا ہے شراب
آس و نرجس سے مجاہد کا علاقہ کیسا !

قوّت و قُوت ہنر رنج و غم تنہائی[۳]
فن کو قسّام ازل نے دل بیدار دیا

بعد[۴] مرنے کے مجھے دفن کرو زیر تاک
سایۂ رز ہے پری گوشۂ قصرالحمرا

بادۂ سرخ سے غسّال مجھے نہلائیں
برگ رز کا ہو اگر سبز کفن تو اچھا

صبح و غزلان و امندہ مرا دل جن کا جہیز
مرج الفضّہ میں کرتی ہیں شکار دلہا

لب بہ لب حیّ علی الخمر کی گلبانگ نشاط
شب مہتاب بلاتی ہے کنار دریا

گیلی مٹی کی طرح گوندھے جو مشک و عنبر
وہ ملیحہ ہے رمیکیہؐ اشبیلیہ !

---

۱ عمارہ بن ولید

۲ السیف والخنجر ریحاننا   اُفّ علی النرجس و الاٰس
شرابنا من دم اعدائنا   وکاسنا جمجمۃ الراس
— علی رض

۳ For his bread is the bread of aloneness, and in his cup is the wine of remembrance, which he would drink alone.

— Khalil Gibran

۴ و اذا مت فادفنی الی ظل کرمۃ   تروی عظامی بعد موتی عروقها
ولا تدفننی فی الفلاۃ فاننی   اخاف اذا مامت ان لا اذوقها
— ابوالمحجن الثقفی

و اذا مت اسطحانی وا فرشا   من غصون الکرم تحتی فرشا
واقطعا لی کفناً من زقها   وانفحا منہ علیہ و ارششا
وادفنانی یا ندیمی الی   اصل کرم فرعہ قد عرشا
لیظل الفرع منی ظاھراً   ویرو الاصل منی العطشا
— تنوخی

چون درگزرم بباده شوبید مرا   تلقین ز شراب ناب گوبید مرا
خواهید بروز حشر یابید مرا   از خاک در میکده جو بید مرا
— خیام

آزاده رفیقان منا من چون بمیرم   از سرخ‌ترین بادهٔ بشوبید تن من
از دانهٔ انگور بسازید حنوطم   وز برگ رز سبز ردا و کفن من
درسایهٔ رز اندر گورے بکنیدم   تانیکترین جائے باشد وطن من
— منوچہری

گونہ گونہ مردم عالم سے رکھی دوستی
سیر کی ہم نے بہشت و دوزخ و اعراف کی

جس طرف دیکھو پرے خوبان اطلس پوش کے
گرم بازاری ہوس کی ، شوق کی پردہ دری

شاھدان خود نما راھوں میں نظارہ فروش
جا بجا اٹکے نگہ ، گزرا نجانے سرسری

جسم ہے پیمانۂ صہبا کہ تاکستان کی بیل
جادوئے بابل ہے آنکھوں میں کہ سحر سامری!

آذر و مانی کے بتخانے، پریزادوں کے غول
سانس لے زردشت کے آتشکدے کی روشنی

یاسمینہ سینۂ رخشندہ و انگیختہ
ریت کے ٹیلوں پہ جیسے چودھویں کی چاندنی

مرمر و بلّور کے پیکر سوار تختِ ناز
مورچھل کرتی ہے جن کو بیخودی وارفتگی

جیسے پرناسس پہ جھمکے ہوں بنات النعش کے
سرو و ساج و ارغواں کرتے ہیں یوں سیر مری

رس بھرے ہونٹوں میں ہے سرچشمۂ آبِ حیات
بند بُرجِ حُوت میں لوحِ طلسمِ زندگی

ان کو زیبا ہے تبختر، ان کو سجتا ہے غرور
ان سے لفّ و نشر کا فن سیکھتی ہے شاعری

دن دھاڑے لوٹتے ہیں کارواں فرہنگ کے
داد رس عنقا ہے ہم نے بارہا فریاد کی

تازہ رس روئے مورّد جس طرح ممزوج مے
مشک ویژہ، زّرساوی، سیم سارا، خوش گلی

لعبتان سیم ساعد، لولیان سیم ساق
نوبر و بیجادہ عارض، زندہ صُنعِ آذری

دلکش وفتّان جیسے لالۂ سیرابِ کوہ
شیر گر، آھو روش — پُرکار، نقش سادگی

دختر گیسو طلائی، گرمیٔ آغوش ھے
ھو گئے پیوند جاں، موئے سیاہ مخملی

چاک جامہ سے نمایاں سینہ ھائے سیمگوں
مست و شہوتناک اندامِ ملیح و مرمری

مرد ابن الوقت و خودبیں، عورت آرائش پسند
آدمی کے دیکھنے کی ھم کو حسرت ھی رھی

بندۂ نام و نسب، دیوانۂ سیم و قصب
عاشق عیش و طرب، مفتونِ رنگ ظاھری

یا کلابِ عاویہ ھیں یا سباعِ ضاریہ
ھم نے پھل پایا نہ لوگوں سے مروّت کا کبھی

نیستی کا زاویہ، کنج خمول و انزوا
مہدِ فکر و آگہی، گہوارۂ پیغمبری

فقر استغنا و همّت، فقر خوش خواب فراغ
بادشاهی — طوقِ زرّیں، ناخوشی، ناراحتی

میرے دل کی ہر صدا مرغولۂ مرغ حزیں
سایۂ بال ہما ہے دہر میں آسودگی

نَضْحَکُ مِن قلبٍ باکٍ و فؤادٍ محترقْ
زندگی زندہ دلوں کی بندگی، بیچارگی

آکلٌ لا یشبعَ و شاربٌ لا ینقعَ
کیا طلسماتی فضا ہے ریستوران دہر کی

زوجۂ فرعون مصر و مریم عمران کو دیکھ
لمعہ افگن ہے رخ تاباں سے دل کی روشنی

مادر کنعان غریق لجّۂ طوفان ہے
ارمغان صحبت طالح ہیں گلہائے بدی

بردباری کا سبق لے سعدی و سقراط سے
کیسے بدخو بیویوں سے چھپ کے حکمت سیکھ لی

یوں عروس نو نے دی تعلیم کالیداس کو
سعیٔ پیہم سے بنو مہرِ سپہرِ شاعری

اجر پیغمبر نہ مانگے سفلگان دھر سے
دام و دینار و درم ۔ اجرت مرصّع ساز کی

عزلِ معزولان عالم کو بھی گاھے یاد کر
لے اساطیر قدیمی سے بھی درس زندگی

اے بت سرخ صنم خانہ ، صبیر غادیہ[1] !
چاند ھے تو مالوے کا ، مانڈو کی روپامتی

کیا شباب[2] رفتہ پر رونا نہیں آتا تجھے
اَٹ گئی کیا ریگ سال و مہ سے آنکھوں کی ندی

مرد عورت کا کھلونا اور وہ شیطان کا
کاکلیں زنجیر پا بھی ھیں گلے کا ھار بھی

بُلہوس ڈھونڈھے سکوں قنطار و قمر و خمر میں
تحفۂ درویش قطمیر و نقیر و بے زری

میر میراں بن نہ بن پر بندۂ یکتاش بن
ارتکاز و کاملیّت میں ہے باہم دوستی !

صبح پر کی حکمرانی تونے اپنی عمر میں
کیا بتائی فجر کو اس کی جگہ تونے کبھی؟

اے خدا کے طالبو ! سینوں میں دل زندہ رہیں
ناف کی صحّت ہے گویا ہڈّیوں کی تازگی

روٹی کھاتے ہیں جو شر کی ظلم کی پیتی ہیں مے
ان کے دن بطلان ہیں انجام ہے بوسیدگی

ایک ہیں بازار میں سنگ و زر و سیم و کلوخ
غرّۂ دانش غلط ، بیجا غرور زیرکی

بدمگو کس را ، بمہمانی مرو ، حاجت مخواہ
برکت ترک تکلّف ، خندہ روئی ، خوشدلی

لفظ نو ، مضمون تازہ بخشے سرجوش سرور
ہم کو رہتی ہے ہمیشہ جستجو نایافت کی

خاکساروں سے تواضع ، تاجداروں سے غرور
جوہر وارستگی کے ساتھ شان سرکشی

جیسے اعلام الہدیٰ جیسے مصابیح الدجیٰ
کاہن و ساحر بیان کے، شعر و حکمت کے نبی

مشعل دل روغن زیتون سے روشن کرو
کیوں ڈراتا ہے تمھیں دیوِ عبوسِ تیرگی

بلعم و ابلیس و برصیصا ہے فن گاہے ، گہے
بوتراب و خالد و فاروق و قیس عامری

ہے کبھی الہام حق ، وسواس شیطانی کبھی
شاعری پیکر تراشی ، ساحری ، رامش گری!

---

۱ کأن لبنیٰ صبیر غادیة او دمیة زینت بها البیع
احوص

O Lieb', O liebe!
So golden schon,
Wie Morgenwolken
Auf jenen Hohn!

— *Goethe*

۲ هلا بکیت علی الشباب الذاهب ؟

نہ غافل ہو مکافات عمل سے
بدی بوتا ہے کاٹے گا مصیبت
حصول آرزو شیریں ہے لیکن
زوال سرخوشی ، مرگ محبت
نشاط کار و کیف آرزو سے
دل زندہ ہے چشمہ سار لذت
مدام آوارگی ، صحرا نوردی
ملی عاشق کو مجنوں کی خلافت
خرامد گل بگل خرمن بخرمن
بزیر برقع اک شمشاد قامت
رحیق لب علاج تشنگی ہے
نہیں پیمانۂ صہبا کی حاجت
مرے اندوہگیں نامطمئن دل
تجھے کیا چاہئے بھر مسرت ؟
عجب عالم ہے افسردہ دلی کا
نہ غصہ ہے نہ استہزا نہ حدت
میں بجھتی آگ ہوں مقسوم میرا
شرنگ انتظار و زہر حسرت

نکلتے ہیں مگر ہونٹوں سے نغمے
گلہ مندی نہیں کیش محبت

کبھی زندانیٔ ظلمات گیسو
سعادت ہے محبت کی اسارت

دلا اصل قوی ، فرع مثمّر
انابت ، توبہ ، نقص نفس و اوبت

حجاب غین کو صیقل کرے دل
عمل سے بڑھ کے ہے مومن کی نیت

ترے چہرے کے دیوانے کو جاناں
نہ کیوں خوبان عالم سے ہو وحشت

کف داؤد میں فولاد و آہن
دل شاعر میں فرہنگ و عبارت

فراز مرمرینہ می نماید
ز چاک جامۂ ابریشمینت

صبیح و سخت و شیرین و رسیدہ
دو لیمو بار دارد سرو نازت

ثرّیا اور لندراخا کہاں ہیں
کہاں ہیں شعلہ بافان نزاکت

طروب و اعتماد و مرغریطہ
بدور و بدریہ ، اسما و عصمت

کہاں یوراکہ ، ولّادہ ، لبابہ
بھری ہے جن کے ہونٹوں میں لطافت
نگار نوش لب ، ماہ قصب پوش
بنفشہ جعد ، گل رخ ، لالہ طلعت
وہ عنبر پاش و گوہر پوش پیکر
خداوندان خمر و خواب و خلوت
وہ مزمور زبور نوجوانی
وہ نیسان خیابان محبت
غزالان سمن اندام ، گلفام
سیہ چشمان میگوں ، ساج قامت
کہاں وہ قصر حمرا کی بہاریں
وہ عیش و لہو و ناز و جاہ و حشمت
صہیل ابلق و شبدیز و گلگوں
نوائے چنگ و رود و عود و بربط
ابھی اک حور چہرہ گا رہی تھی
فلمّا سمعتُ حسّک فرّتْ
کہاں غرناطہ و اشبیلیہ کے
نگار و نقش و آثارِ جلالت
عراق و مصر جس کا مہر ٹھہریں
دکھاؤ وہ عروس خوب صورت

نسیم نجد چلتی ہے ہمیشہ
برستا ہے سدا باران رحمت
و دمیه[2] مرمرِ تزھی بجیدٍ
وہ شہر طالقہ کی زیب و زینت
زنِ فاتن بالحاظ مراضٍ
تمام آرام و رنج و سقم و صحت
جہاں رزریق نے دیکھا عرب کو
وہ جادو کا محل وہ بیت حکمت
زمانہ آج تک جس کا ثنا خواں
وہ الکازر ، رواق عیش و عشرت
پریزادیں کریں باغوں میں سیریں
نگاہوں میں فسون وانس و وحشت
سراپا دولت بیدار مستی
مجسم رنگ و رامش ، نور و نکہت
وہ اندلس کے نواسنج جہاں گرد
وہ بے گھر تیرہ شامان محبت
جھروکوں میں کھڑے معشوق رعنا
شہابی ، دودھیا ، مرمر کی مورت
سنیں طنبور سے رومان و دستاں
کریں تمثیل میں اظہار الفت

اناشید قماری، سجعِ بلبل
حمام بانؔ و ایکہؔ کی قراءت
مغنّی کی نوا میں گونجتی ہے
حدی خوانوں کے لہجے کی حلاوت
سلونا پن ملیحان عرب کا
وہی سنولائی سنولائی سی رنگت

۳

رُصافہ میں وہ الدّاخل ہے شاید
جسے مغرب کی وادی سے ہے الفت
کھڑا اک پیڑ سے کرتا ہے باتیں
ہے یہ بھی سوختہ جانوں کی عادت
کرے ابر بہاری تجھ کو سیراب
ہے تو اے نخل تنہا میری صورت
غریب شہر تو بھی اور میں بھی
خلش ماضی کی، رنج و درد فرقت
یہیں اب تازہ نخلستاں اگیں گے
ہے ذکر رفتگاں — فریاد و حسرت
یہی کوہ و مدر، باغات و دریا
کریں گے تا قیامت اب رفاقت
یہی وادی ہے جولانگہ ہماری
یہیں اب مستقل کر لی سکونت

بداوت ابتدا تھی جس سفر کی
اسی کی انتہا ہے یہ حضارت
کریں تازہ بتازہ نو بنو کی
ہمیشہ جستجو مردان ہمت
سفینوں کو یہیں طارق نے دی آگ
یہ خاکستر نہیں، ہے خاک جنت
نکالو مطلب اپنا دخت رز سے
تمہیں، کیا ہے اگر خطرے میں عزت
ہوئے محجوب ارباب معانی
سفاہت ہے سریر آرائے عظمت
ورق جمعیّت دل کے پریشاں
چلی قشتالہ سے باد نحوست
یہ فرڈی نَنڈ ازابیلا کا موکب
ہزیمت ہمرکاب فتح و نصرت

۲

صدا آہ و بکا کی آرہی ہے
غریو جنگ ہے شور مسرت
حفاظت کی نہ جس کی مرد بن کر
مثال شاہباز بام غیرت
اسے مثل زناں روتا ہے اب کیوں؟
صف ہیجا تھی میدان شہادت

ملی بیٹے نے ماں کے منہ پہ کالک
تو ننگ دودماں ، جلّاد امت !
سریر آرا ہوئے تیرے برن میں
ابو عبداللہ ! افسوس و ہلاکت
نہ ہو عضّ انامل سے تلافی
ملی مٹّی میں ناموس و حمیت
جلی قندیل ترسا مسجدوں میں
بجھی ہسپانیہ میں شمع وحدت
بنے پیغولہ جغداں وہ گوشے
جو تھے نزہت گہ حوران جنت
ہوا نام مسلماں محو و منسی
کبھی ان کی نہ تھی جیسے حکومت
ہے قدر خیر و شر منجانب اللہ
مقدر کا نوشتہ ہے یہ نکبت
ہے گردش بخت کی ہوتا ہے یونہی
کبھی مسند کبھی فرش مذلت
مزاج بادشاہی بے وفائی
یہ ہرجائی ہے طوعِ عزم و ہمت!

۱ غرناطۃٌ ما لها نظیر   ما مصر ما الشام ما العراق
ماهی الا العروس تجلی   والملک من جملة الصداق

۲ و دمیة مرمرٍ تزهی بجیدٍ   تنا هی فی التوردّ والبیاض
لها ولد ولم تعرف حلیلاً   ولا المتْ باوجاع المخاض
ونعلم انّها حجرٌ ولکن   تتیمنّا بالحاض مراض

أو دمیة من مرمر مرفوعة   بنیت بآجر لیشاد و قرمد
سقط النصیف ولم ترد اسقاطه   فتناولته و اتقتنا بالید
بمخضّب رخص کانّ بنانه   عنم یکاد من اللطافة یعقد
نابغہ ذبیانی

۳ تبدت لنا وسط الرصافة نخلة   تناءت بارض الغرب عن بلد النخل

فقلت شبیهی بالتغرب والنوی   وطول التنایٔ عن بنّی وعن اهلی
نشاءت بارض انت فیها غریبة   فمثلک فی الاقصاء والمنتأی مثلی
سقتک غوادی المزن من صوبها الذی   یسح و یستمری السماکین بالوبل
عبدالرحمان الداخل

۴ Mingle the victor's shout, the Captives' moan
— *Aeschylus*

O

جام بلّور سے ہے شیشۂ دل نازک تر

O

عشق شرکت کا روا دار نہیں

O

حُبِّ جاہ و مال ہے اصل نفاق

غلام محمدؐ کا رتبہ بڑا ہے
ہر اورنگ زیب اس کے در کا گدا ہے

یہ گرد و غبار گزرگاہ یثرب
یہ کحل جواہر ہے خاک شفا ہے

یہاں کا ہر اک ذرّہ ہے سنگ پارس
مہوس ! یہ مٹّی نہیں کیمیا ہے

سراپا لطافت ہے جسم مبارک
کہاں سایہ اس کا یہ نور خدا ہے

پسینے کے قطرے ہیں لولوئے لالا
بدن پر ملو چن کے عطر حنا ہے

ہے غازہ یہ رخسار حور و پری کا
یہ اک خاک پا ہر مرض کی دوا ہے

فرشتے در ناز کے پاسباں ہیں
نگہ رو برو ، کرسیٔ کبریا ہے !

بشر کو ملا ہے رسالت کا عہدہ
وہ ہم میں سے ہے ہم سے لیکن جدا ہے

وہ تعبیر خواب خداوند خالق
وہ نقش ہیولائے ارض و سما ہے
زہے عشق مستولی و شوق غالب
دلہن کی طرح چرخ اطلس سجا ہے
اٹھے جاتے ہیں پردے ایک ایک کرکے
یہ طوبیٰ ہے وہ سدرۃالمنتہیٰ ہے
ہے یہ قاب قوسین کی وادیٔ ھو
فروغ تجلی میں تو چل رہا ہے
طفیلی ہیں تیرے یہ آفاق و انفس
انہیں تیری خاطر ہی پیدا کیا ہے
صدا نیم شب کو کہ جاگ اے مزمّل !
محبت کی یہ بھی انوکھی ادا ہے
یہ پچھلے پہر کالی کملی میں لپٹا
تہ آسماں کون محو دعا ہے
ابوبکرؓ ! یہ کون خورشید سیما
حریم حرا سے برآمد ہوا ہے
شعاعوں سے جس کی منوّر ہے عالم
جو مصداق نورٌ علیٰ نور کا ہے ؟
کسے حوصلہ اس کے وصف و ثنا کا
یہ فخر رسل ہے حبیب خدا ہے

ترا حسن آئینۂ اسم اعظم
تو اخبار کونین کا مبتدا ہے
کھلے تیری ہمت سے ابواب مغلق
تو اسرار مبہم کا عقدہ کشا ہے
دُر درج تکویں، مہ برج تمکیں
ترا عکس رخ قطب تارا بنا ہے
مجھے ڈھانپ چادر سے بنت خویلد!
تپ اندروں سے بدن کانپتا ہے
کہے ورقہ، قدّوس قدّوس، برحق
یہ ناموس نامہ بر انبیا ہے
کہا وا صباحاہ! کوہ صفا پر
گھڑی ہے قیامت کی محشر بپا ہے
خدا کے علاوہ ہر اک شے ہے باطل
ہر اک نعمت و ناز پا در ہوا ہے
بیاباں میں اس نے چٹانوں کو چیرا
اسی نے فلک پر چراغاں کیا ہے
ہے اطراف و اکناف میں شور برپا
بجز اس سے لسّان و معجز نوا ہے
کہانت ہے یہ شاعری ہے نہ جادو
مخالف کا بہتان ہے افترا ہے

کلام بشر اس کو کہتے ہو کیسے
رگ جاں کے تاروں کو یہ چھیڑنا ہے

نہ ہو ایک نقطہ بھی محو و محرّف
خدا نے حفاظت کا وعدہ کیا ہے

لئے جا رہی ہو کسے امِّ شیمأ ؟
یہ دُرِّ یتیمِ دلِ آمنہ ہے

قسم لاتؔ و عزّیٰ کی دو تم نہ مجھ کو
بحیرا کا راہب اسے جانتا ہے

منقّش ہے شانوں پہ مُہر نبوت
سنو میسرہ ! یہ رسول خدا ہے

میں مولا ہوں تیرا تو محبوب میرا
ترے واسطے سب کو پیدا کیا ہے

تخاطب ہے اقرأ باسمِ کا کس کا
ہوں اُمّی ، نگہ حرف نا آشنا ہے

جنود السمٰوات والارض للہ
یہ جبریل نے کس سے آکے کہا ہے

زبانِ بلالی احد ہی پکارے
امیّہ نے سینے پہ پتّھر دھرا ہے

ھے آب نبوت سے معجون طینت
تن اندر بلا ھے دل اندر لقا ھے
یہ اسما ھے ذات النطاقین دیکھو
یہ سارا گھرانہ ھی اس پر فدا ھے
بجاتی ھیں دف زھرہ رخسار یثرب
مدینے میں ماہ تمام آ گیا ھے
مکیں یاد آئے مجھے ذی سلم کے
جگر کا لہو آنسوؤں میں ملا ھے
چلی باد جنت فضا کاظمہ سے
وہ کوہ اضم طور سینا بنا ھے
کہاں ھو سکے عشق کی پردہ داری
برستا ھے پانی دھواں اٹھ رہا ھے
ھے ان ٹوٹے کھنڈروں میں خوشبوئے رفتہ
وھی لحن دلکش وھی نقش پا ھے
امنڈتا ھے دل ذکر بان و علم سے
مجھے شبہ ھے یہ جگہ آشنا ھے
محبت کا غم ھے فرح بخش و شیریں
ترا رات بھر دھیان آتا رہا ھے
شرف میں ھے بدر اور نزھت میں غنچہ
کرم میں سمندر ھے ظل خدا ھے

ثمال الیتامی ، غیاث الارامل
بنات البوائق کو للکارتا ہے
مصائب کے سیل عَرِم کو تو روکے
ہر آفت کے مارے کا حاجت روا ہے
تو چاہے تو کہسار سونے کے کر دیں
پسِ حمد ، الفقر فخری، کہا ہے
مہ و مہر کو میرے ہاتھوں پہ دھر دو
جو چاہو کرو سعیٔ بے فائدہ ہے
کوئی ملت کفر سے جا کے کہہ دے
کبھی اوس سے شعلۂ گُل بجھا ہے
مجھے عشق ہے گرچہ طیب و نسا سے
مگر ٹھنڈک آنکھوں کی ذکر خدا ہے
سراقہ کے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن
عمرؓ پیش گوئی پہ سر دُھن رہا ہے
کوئی تیسرا بھی ہے عرش بریں پر
یہ کس نفس قدسی کی آواز پا ہے
ہو اثنین میں کون ثالث ، بلالِ
سحر خیز بہر تہجّد اٹھا ہے

نہیں ہے بہت شہد کھانا بھی اچھا
که نعمت میں نقمت، عطا میں غطا ہے
نہ ہوں صاح و سکران ہرگز برابر
کہ خمر و خرد میں بہت فاصلہ ہے
تساوی لدیہ الحصا و النضار
نگاہوں پہ کافر کی پردہ پڑا ہے
پلٹ آئے خورشید، شقّ قمر ہو
مگر یہ تو ادنٰی تریں معجزہ ہے
بڑھیں پیشوائی کو اشجارِ مثمر
لب سنگریزہ پہ صلِّ علٰی ہے
کیا اس نے صحرا نشینوں کو یکجا
نہال اخوت پھلوں سے لدا ہے
ہوئے مالک الملک مملوک زادے
ترقی کا دروازہ سب پر کھلا ہے
نہیں فرق مختار و مامور و آمر
ترازو فضیلت کا صرف اتّقا ہے
قدمبوس اسلام ہے فتح و نصرت
ہلال و ستارہ کا پرچم گڑا ہے

مصابیح ظلمت ، ینابیع حکمت
هر اک راهرو صاحب قافله هے
محارب هیں غازی ، مجاهد هیں ناصر
لب خلق پر نعرهٔ مرحبا هے
لہذا خَلقتَ ، بہذا اَمرتَ ؟
یه ادهم سے آهو برے نے کہا هے
نبی نے اولوالعلم کی روشنائی
کو خون شہیداں سے افضل کہا هے
انـا جابـر عشـراتِ الکـرامِ
لبوں پر تبسم نظر نیم وا هے
بیابان لم یزرع و واد بطحا
یه بے موسمی لاله کیسا کھلا هے ؟
یه لبّیک لبیک کی صوت دلکش
نشید رَعا هے که بانگ درا هے !
کبھی شغل شاغل سے بیٹھو نه غافل
کرو کچھ که کرنے کی سب بدّیا هے
هیں جاروب کش اس جگه کے فرشتے
یه امّ القریٰ مولد مصطفیٰؐ هے

پسند اس کو آیا دیار تہامہ

تہ مرقد آرام سے سو رہا ہے

صدا نحن اقربؕ کی آتی ہے پیہم

دھڑکتا ہے دل یا کہ غیبی ندا ہے

ترے آستاں پر نگاہیں جھکائے

کوئی سائل مُعدمِ و بے نوا ہے

یکے جرعہ دریا ! یکے قطرہ باراں !

وہی خواہش اس کی جو تیری رضا ہے

وہ دیوانہ قرآن و شعر و بیاں کا

پۓ فکر و فن رات بھر جاگتا ہے

۳

اسے شوق ہے علم لوح و قلم کا

سخنور ہے لوح و قلم مانگتا ہے

ہے تشنہ سر چشمۂ آب حیواں

خور و زاد شاعر غم جانگزا ہے

صبا گد گداتی ہے جب تک گلوں کو

لب ساربان پر نشید و حُدا ہے

تری رحمت پاک نازل ہو دل پر

لب خستہ دن رات محو دعا ہے

اموتَ مراراً و احیٰی مرارا

دل مضطرب رہن بیم و رجا ہے

ملے مُہر و منشور و فرمان و خلعت

یہ خالد ہے خاک قدم چاٹتا ہے !

---

١ الا کل شیئٍ ماخلا اللہ باطل وکل نعیم لا محالۃ زائل
لبید

٢ وأبیض یَستسقی الغمامَ بوجھہٖ ثمال الیتامیٰ عصمۃٌ للارامل
ابوطالب / عباس عبدالمطلب

وأبیض یُستسقی الغامَ بوجھہٖ ربیع الیتامی عصمۃ للارامل
عائشہ رضہ عند موتہ صلعم

٣ فان من جودک الدنیا وضرتھا ومن علومک علم اللوح والقلم
بوصیری

○

پاسبان دین و ایمان و بدن

اکتفا و اتّقا و احتما

○

جو اپنے نفس پر قادر نہیں ہے

وہ شہر بے فصیل و بے امیں ہے

○

خدا کی رضا پر جو شاکر رہے

بالآخر اسے سرخروئی ملے

ھنس کو قوت لا یموت نہ دیں
کوّے موتی چگیں یہ کلجگ ھے

حال دل اور کس طرح لکھّوں
زھر لگتی ھے تیرے ھجر میں مے

فاصلے درد کے زیادہ نہ کم
مرحلے شوق کے نہ ھو سکیں طے

غم ھجران و رنج رسوائی
صدمے سہنے پڑے ھیں پے در پے

تیرے بارے میں جستجو نہ کروں
عاشقی میں یہ کیسے ممکن ھے ؟

کلک ھے راز دار خلوت شب
دکھ بھری داستاں سناتی ھے نے !



قربت حسن میں کم حوصلہ ارباب ھوس
اپنے ھی سانس کی گرمی سے پگھل جاتے ھیں

من حرانفاسی فکنت الزائبا

متنبی

۲۸

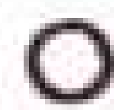
اس شخص کی ھے تلاش مجھ کو
جو رمز شناس و نکتہ ور ھو
اندوہ نشاط و لذّت غم
بالیدہ کریں دماغ و دل کو
ھنس غنچہ لبی سے انجمن میں
دل کھول کے آدھی رات کو رو
رکھ اپنا حساب صاف و بیباک
آرام سے لمبی تان کے سو
نایاب ھے نقد وقت نایاب
بیکار نہ اشک[1] و آہ میں کھو
زندہ ھے وھی جو زندگی کی
قدر و قیمت سے آشنا ھو
گلزار تو گھر ھے رنگ و بو کا
ویرانے میں پھول بن کے مہکو
سورج سے نہ روشنی کی لو بھیک
جگنو کی طرح چمن میں چمکو
سچ جھوٹ کی صورتیں ھیں یکساں
ھر شے کو منافقانہ پرکھو

صیّاد زمانہ ہے کمیں میں
ہر سو بنگاہ غور دیکھو
مفت آئے نہ قادر الکلامی
گلچین مجانیٔ الادب ہو
کچھ حال کہو اس آسماں کا
اے خطۂ درد کے ستارو!
لاہور ہے عرش و فرش کا شہر
نقد دل کے عوض خریدو
عاشق مَے نوش بھی ہو مَے بھی
ہے یہ بھی مقام بادہ خوارو!

---

1 Nemico de me stresso,
In utilmente i pianti e sospir verso,
che non e danno pari al tempo perso.

— Michelangelo



اے بلبل شیریں مرے باغیچے میں لوٹ آ

Oi' bel lusignolo torna nel mio brolo.



عذاب وکرب و خواب و اضطراب و خواب وزہر و مَے
یہی دنیا ہے میرے دوست اس میں ہم کو رہنا ہے

Agonia, agonia, sueno, fermento y sueno.
Este es el mundo, amigo, agonia, agonia.

— Lorca

اساطیر کو مت جان تو افسون و فسانہ
ہے ادراک حقیقت کی یہ اک رمز یگانہ
ہنر کسب و ریاضت کا عطیہ ہے اگرچہ
خدا داد ہے ذوق غم و توفیق ترانہ
ہے آتشکدہ تخلیق کا خود سوز و سیہ پوش
خوشا لطف کریمانہ ! زہے فیض مغانہ !

جہاں گرد بنے آج جو کل ساکن خُم تھے
بہت تیز ہے اس دور میں رفتار زمانہ
جو تھے چاند زمیں کے وہ بسے چاندنگر میں
ثوابت ہوئے سیّار لٹا دل کا خزانہ
اولوالعزم زمانے کی شکایت نہیں کرتے
لگن ہو جنہیں مقصد کی وہ ڈھونڈیں نہ بہانہ
دد و دام کو بخشیں قدح صاف صبوحی
نے آدمیاں دُرد تہ جام شبانہ
تصور کا جلوخانہ ہے پریوں کا اتارا
صدا آتی ہے آواز دف و چنگ و چغانہ
یہی ساغر جم ہے یہی اورنگ سلیمان
یہی عرش خداوند یہ دل جو ہے دوانہ !

یہ عنفوان جوانی ، یہ رنگ و بوئے بہار!
تو ضیمران و ترن ہے تو اقحوان و عرار
سنہرے جسم میں خوشبوئے نافۂ اذفر
خرام ناز سے پیدا رم غزال تتار
شکنج زلف ہے زنجیر کالے ریشم کی
تپاک ہے یہ گھڑی بھر کا عمر کا آزار
گُل حیات پہ دیتے ہیں پہرہ دیو سیاہ
فغاں کہ روزن در ہے نہ رخنۂ دیوار!
دھنک کے رنگ پہاڑوں کی برف آگ کے پھول
زمیں کا حلم ، سپہر زبرجدی کا وقار
جمود سنگ ، جوئے کوھسار کی مستی
شعاع ماہ ، تف مہر ، آتش گلزار
مٹھاس شہد کی ، صہبائے ناب کی تلخی
سکوت سبزۂ خوابیدہ ، التہاب شرار
تو نور دیدۂ ارباب ذوق ہے تجھ پر
قماش کان نچھاور ، متاع بحر نثار
ترے بغیر طبیعت اداس رہتی ہے
تو ساتھ لے گئی اپنے دل و جگر کا قرار[1]

میں کیسے صبر کروں آہ میں نہیں ایوب

فرح ترح کی ہے تمہید، خمر جفت خمار

بقدر صیقلی ہر کوئی غیب کو دیکھے

ہے شیشۂ حلبی بھی وہی، وہی دیوار

عدو ہے گفتگو محویت و تفکر کی

نثار نثر نہ کر شعر کا دُر شہوار

کریں ہم آتش نمرود کو گُل و نسریں

کہ ہیں پیمبر و پروردگار درد و قرار

جو عقل کو ہدف تیر تُرہات کرے

وہ راہ عشق میں ثابت قدم نہ ہو زنہار

ہمارے بیچ میں غار عمیق حائل ہے

دو چند ہے غم ہجراں میں ذوق بوس و کنار

میں ہوچکی ہوں تری اب جو چاہے کر مرے ساتھ

نشاط وصل میں کس گلعذار کی ہے پکار؟

شروع موسم گرما ہے تیرے جاڑے میں

تری خزاں سے لجاتی ہے دوسروں کی بہار

شکن شکن ہے حریری لباس شب خوابی

جھلک رہے ہیں سنہری ترنج دست افشار

نزول فیض ہے حسب قبول و استعداد
شگوفہ لائق ہر تخم خفتہ در ازہار

فسون عشق کہاں سے سرود میں آیا
سرود و عشق ہیں باہم ندیم و مونس و یار

کریں اسیر بعینِ علیل و قدّ رشیق
خدا یگان تدلّل ، نواہدِ اَبکار

ہے ایک ہدیۂ ناچیز و تحفۂ مزجات
صباح مُہر مبیں ، شام کوکب سیّار

مری متاع ہے یہ حاصل ربیع و خریف
بڑھے ، قبول کرو تو ، جہاں میں میرا وقار

وثاق سینۂ آباد کو نہ کر ویران
وہی ہے منزل جاناں جہاں لگے دربار

گناہ و توبہ سے پیدا ہو انکسار و خضوع
مریض عشق ہیں مستغفرین بالاسحار

خیال بے ادبی ہے نگاہ رسوائی
سنبھل کے چل دل ناداں یہ ہے دیار نگار

۲

فراق میں مژہ و خواب میں فراق ہوا
نصیب عشق ہے شام رقاد و صبح سہار

بقول نور جہاں جاں ہے قیمت لاہور

اب اور کیا کہے خالد اضافہ ہے دشوار !

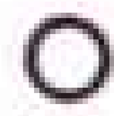
---

۱ کیف العزاء ولم اجد مذ بنتم قلباً یقر ولا شراباً ینقع

جریر

۲ ابلی الھوی اسفاً یوم النوی بدن وفرق الھجر بین الجفن والوسن

متنبی

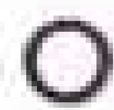


عرض تمنا پہ وہ اٹھلا کے کہنے لگی

من رام منا وصالاً مات بالکمد

۱

یزید بن معاویہ



آج کی رات تھکا ہارا چاند

اس طرح دیکھ رہا ہے سپنے

جس طرح نیند سے پہلے کوئی سندر عورت

گدگدے تکیوں پہ مست راحت

اپنے محتاط ، سبک ہاتھوں سے

سیمگوں سینے کی گولائی کو سہلاتی ہو !

Ce soir, La Lune reve auec plus de paresse;
Ainsiqu' une beaute, sur de nombreux coussins,
Oui d'une main discrete et legere caresse
Avant de s' endormir le contour deses seins

— *Baudelaire*

دل کا فسانہ طلسم ہوشربا ہے

عیش و عقوبت ہے رنج و گنج رعنا ہے

حیرت و افراسیاب ششدر و حیران

کوکب و براں نے کس کا ساتھ دیا ہے

عمرو کی عیاریوں سے ہر کوئی عاجز

یہ ہے نظر کردہ اس سے کون بچا ہے

اوڑھے گلیم اور ہو نگاہ سے اوجھل

اس کو نبی سے عجیب تحفہ ملا ہے

مرد و مخنّث کبھی، کبھی زن وامرد

ذائقہ اس نے طرح طرح کا چکھا ہے

جال میں ہر شے سمیٹ کر بھی نہیں خوش

طعنے بخیلی کے سن کے جھینپ رہا ہے

پھر نہ سر مو ہلے ہلانے سے ہرگز

ناف زمیں میں جو پائے عزم دھنسا ہے

ایک بلا ہیں امیر حمزہ کے پوتے

ہر گھڑی کوئی نہ کوئی فتنہ کھڑا ہے

گُرسنہ ہے شیر شرزہ ، بیشہ ہے خالی
بچ کے غزالو کہ خون منہ کو لگا ہے
جام کھنکتے ہیں بزم میں ہے گھما گھم
ساقیٔ گلچہرہ سلسبیل بنا ہے
لاتی ہیں پریوں کے ڈولے چاندنی راتیں
بن بخدا حجلۂ زفاف بنا ہے
مست نگہ میں اثر خمار کا جھلکے
نشے کے ڈوروں نے چہرہ لال کیا ہے
محضر لذت ہے زر نگار چھپرکھٹ
فرش مشجّر کا چاندنی پہ بچھا ہے
برق گھٹا میں چھپی ہے بدر دجلی میں
دلبر دوشیزہ محو ناز و ادا ہے
لہلہی پوشاک رنگ روپ بھبوکا
آتش سیّال نے گلال کیا ہے
دیتی ہے نشے میں چھاتیوں کے ٹہوکے
جام بیک جرعہ درکشید کیا ہے
چاک عمودی سے جھلکے گوئے گریباں
دیدہ و دانستہ بے نقاب کیا ہے

خاطر مشتاق وصل کی متقاضی

ہونٹ پہ انکار ہے نظر میں رضا ہے

ایسی دھما چوکڑی مجھے نہیں بھاتی

بیٹھئے نچلے ہر ایک دیکھ رہا ہے

لہجہ کہ جیسے پہاڑ سے جھرے جھرنا

باغ میں کوئل کہیں پہ کوک رہا ہے

کون سمجھتا ہے مہوشوں کے بہانے

۲

تم سے لگائی بجھائی ہم سے گلہ ہے

روح میں رکھ شعلۂ وفا کو فروزاں

جو پھرے عہد وفا سے ننگ وفا ہے

آئی ہوں تم جانو راہ کی تھکی ماندی

چہرے کی رنگت اڑی ہے سانس چڑھا ہے

ڈال کے سایہ مجھے دوانہ بنایا

سحر ہے افسوں ہے جذبِ کاہ ربا ہے

ننگے کھلے ہونے کی میں آپ ہوں حامی

کاندھے سے ڈھلکا دوپٹہ سینہ کھلا ہے

ب

۳

رس بھرے ہونٹوں کا ہم پئیں گے سدھا رس

اور کوئی ہوں گے چھلکے چوسنے والے

معتکف کنج انزوا و خموشی
بُرد یمانی خیال و خواب کی اوڑھے

سائی بدھائی ہے جوڑ توڑ ہے کیا کیا
سوتے ہیں تیغ برھنہ بیچ میں رکھ کے

لیٹی ہیں چرواھیاں چنار سی جگمگ
کیلے کے پتے بچھے ہیں پیڑ کے نیچے

بیم شبیخونِ چرخ شاملِ خلوت
عاشق و معشوق کب مراد کو پہنچے

دوست ہے ایکو[۲]، سکوت مونس و ھمدم
لومتہِ لائم نہ بے وفائی کے دھڑکے

باد بہاری چلے ھمیشہ جلو میں
روشنی تجھ سے طلیعۂ سحری لے

کیوں میں پرائے مزے میں ڈالتی کھنڈت
ھر کوئی مسؤل قول و فعل کا اپنے

رشک قمر مبتلا خسوف الم میں
ھونٹوں پہ تبخالے اور تلووں میں چھالے

سنگ شرارت سے چور شیشۂ عصمت
آتش سوزندہ چہرہ فرط شبق سے

نیند جوانی کی، نشّہ بادۂ نو کا
بال جھٹکتی دوپٹہ اوڑھتی اٹھے
لڑکی سنا ہے کہ کرتی پھرتی ہے سیریں
کس کے سراغی ہیں ٹوٹے ہار کے دانے؟
شوق ادھر ہے ادھر ہے شرم و تکلّف
دیکھئے آغاز ہو کس اور سے پہلے
مرد عبید نسا و خادم خوباں
لپکیں ہمیشہ نئی نویلی کے پیچھے
چن لئے گردوں نے دانہ ہائے کواکب
مرغ شباهنگ کے لبوں پر ہیں نالے
شرمگیں چتون ہے اور مدھ بھری آنکھیں
دیدۂ ناظر فروغ حسن سے جھپکے
مردوئے دم دھاگے جھانسے مجھ کو نہ بتلا
کاٹے ہیں کس پیلتن نے شیر کے پنجے؟
کر نہ اس آوارہ خانماں سے محبت
سہ نہ سکے گی مسافروں کے وچھوڑے
شعلہ عذاران شہر کا ہے شکاری
بَر میں ہے خفتان چرمِ شیر کا جس کے
رهتے ہیں رہن بلائے سحَر همیشہ
حمزه کے نور نظر ہیں عقل کے کورے

عارضه کمبخت کو چھنالے کا لاحق

عشق جتاتی ہے جھوٹ موٹ ہر اک سے

موج کلائی میں آئی چوڑیاں ٹوٹیں

زلف چلبیا لپٹ گئی ہے کمر سے

دست و گریباں ہے شوق و شرم سے شوخی

ہنس کے طمانچہ وہ ڈھیلے ہاتھ سے مارے

پاؤں کی چھاگل سنائے مژدۂ آمد

دست حنائی میں پور پور ہیں چھلّے

نہروں پہ ہرجا کنول بلور کے روشن

ڈال دئے مانجھنوں نے چشموں میں بجرے

چھیڑنے والی نہانی راز کی بھیدی

نیند کو کھوئے لپٹ کے رس بھری سوئے

آؤ تو کوئی نہیں ہے بارہ دری میں

ڈوبتے سورج کے ہیں یہ آخری شعلے

گھومے ہزاروں جگہ اکیلی دکیلی

سیر کا لپکا ہے گھُٹ کے گھر میں نہ بیٹھے

محض حصول نشاط کے لئے زندہ
یہ جو نظر آ رہے ہیں چھیل چھبیلے

ج

سیف سیاست بن ، آفتاب سعادت
محترز آز و ہوس سے ریب و ریا سے
میں تو ہوں مشغول برگ راہ قیامت
مسئلے سود و زیاں کے پوچھ نہ مجھ سے
فکر و نظر کا سفر ہے کار محبت
کر نہ کسی سے تو بحث علم میں جھگڑے
شوق کو یکساں ہے مدح و ذم خلایق
آگ کے دریا میں عشق غوطہ لگائے
آپ عبارت نگار آپ معبّر
کوئی سخن فہم ہو تو داد سخن دے
رقص کناں خیل دختران دہاتی
سینے میں نیران ہجر و عشق چھپائے
ہو لب سرچشمہ اک الاؤ سا روشن
جب بھی کوئی نوبہارِ ناز نہائے
دیدۂ شب زندہ دار و خاطر مشتاق
شب ہمہ شب شمع انتظار جلائے

جرم و سزا میں ہیں مخفیانہ روابط
مہر خموشی گناہ لب پہ لگائے

سرزنشِ بے زبانِ چشم عنیزہ
راتوں کو ژرفائے دل میں شور مچائے

چھپ گئی ندی میں پیرواں کی مہرک
چشمۂ جلجل کی یاد مجھ کو ستائے

غیر ستائش کرے تری نہ ترا منہ
صاحب فن ہے وہی جو فن کو چھپائے

سوختہ جانی ہے خضر راہ کلیمی
برق سر طور بار بار نہ چمکے

صبح سویرے خدا کمک کرے اس کی
نیمۂ شب جو خلوص دل سے پکارے

کس نے دکھائے ہیں معجزات و عجائب
کس نے ستاروں سے آفتاب بنائے

آتش جاوید روزگار جوانی
فن کو شبانگاہ و بامداد تپائے

جس کو ہو ارمان مکرمات و معالی
عمر گرامی نہ این و آں میں گنوائے

٦

شاخ گل ارغواں بصورت انساں
ارگجہ سانسوں میں تن میں نور گھلا ہے

۷

چاند سے بولوں پری کو خواب میں دیکھوں
عارضۂ عشق اختلال قوا ہے

تجھ کو رباب و شراب و مطرب و ساقی
مجھ کو کتاب و قلم کا عہدہ ملا ہے

فن محک آتشیں پہ تجھ کو کسے گا
غم میں جو ثابت قدم رہے وہ کھرا ہے

کتنی حسیں و جواں ہے یہ شب شبہا
خواب میں ملفوف روئے ارض و سما ہے

دشت و ابوالہول و بنت نیل و شب مہ
بہکے اگر دل تو بندے کی یہ خطا ہے

نیل کا منبع ہو جھیل مانسروور
چشم جہاں سے ہر ایک راز چھپا ہے

باعث تعمیر و طرح نو ہے خرابی
زہر میں تریاق ہے فنا میں بقا ہے

برگ خزاں پر کھدا ہے نقش بہاراں
پردۂ شب میں سحر کا نور چھپا ہے

عاشق خورشید روشنی سے گریزاں
آگ بجھی ہے مکاں دھوئیں سے بھرا ہے

غم کا ازالہ کریں صراحیٔ مے سے
مشرب رندی میں قیل و قال خطا ہے

جسم[8] میں مشک تتار و بوئے قرنفل
تو کہے فرمانروائے ملک سبا ہے

صرح[9] ممرّد پہ کشف ساق کا منظر
جس[10] نے بنایا تجھے وہ کتنا بڑا ہے

کہتے ہیں جائز ہے عشق و جنگ میں دھوکا
حضرت دل کی کتاب شرع جدا ہے

کر نہ سکا تیرے ذہن و دل کو میں قابو
ہے غم دل نکتہ چیں کہ میری خطا ہے

کھلتے[11] ہیں سینے میں ٹانکے زخم کہن کے
جب بھی اسے چھیڑئیے ہرے کا ہرا ہے

ریگ رواں کو جو سمجھے کنج خیاباں
پانی پہ لکھے وہ احمق الحمقا ہے

پاؤں زمیں پر ہیں روح عرش بریں پر
شہپر جبریل مستعار ملا ہے
زندگی الحان و ازدھار و ترعرع
دل گرو حبّ مال و خمر و نسا ہے
ریت سمندر کی آسمان کے تارے
پھول بہاروں کے کیا شمار کیا ہے
میری رگوں میں ہے خوف و خشیت و آتش
نائب حق ہوں یہ میرے فن کا صلہ ہے
پیروئ مغربی میں کر نہ فراموش
تیرا نظام تلازمات جدا ہے
کاھن و مجنوں ہوں میں پیمبر و شاعر
شاعری آزار ہے جنوں ہے بلا ہے
اونچے نہ بولو کہیں میں جاگ نہ جاؤں
دیکھو یہ پردوں کے پیچھے کون چھپا ہے؟
عشق ہے روح و روانِ مہر و ستارہ
نغمۂ سیارگاں ہے بانگ درا ہے
کام کرو غم اٹھاؤ عیش مناؤ
جینے کا گُر ہے مقولۂ حکما ہے

دن کو جو ہے شہسوار رات کو راہب
سالک راہ طلب ! وہ راہ نما ہے

عزّہ و ام البنین و رملہ و بدری
وہ ہیں کواکب، تو بدر حسن و بہا ہے

خیمۂ دشمن میں پہنچی بھیس بدل کر
محتسب دل سلامبو سے خفا ہے

سجع قماری ہے ارغنون عنادل
عہد و اوان شباب و نوش و نوا ہے

گفت غلامانہ شیوہ بوالہوسوں کا
دلبر مشکیں کلالہ خندہ نما ہے

محمل و جمازہ مانگ رخت سفر باندھ
کیوں احدی بن کے کاہلی میں پڑا ہے

زیر بغل شاہ باغ بہر تفرج
دل نہیں پہلو میں شہریار غنا ہے

خیمے میں سویا ہواہوں خوابوں میں کھویا
جاگتے سونے کا قصہ میں نے سنا ہے

دشت و چمن ایک ہیں سحاب کرم کو
دیدۂ احول میں فرق شاہ و گدا ہے

بلبلہ پانی کا ہے ہوا کا بگولا
مثل غبارے کے آسمان پہ چڑھا ہے

زیب بدن ہے لباس نسج عناکب
برف پہ پھسلا لہو لہان پڑا ہے
دشت ہویدا و ملک خرس و پرستاں
حاتم طائی سفیر خوف و رجا ہے
مستیٔ میخانہ اس میں خفتہ و ناسی
بادۂ پس خوردہ خود مغاں نے پیا ہے
روح ہے خشکیدہ خون ناب سے تر کر
سخت نوالہ گلے میں آن پھنسا ہے
حسن پرستی — رم و غرام و تلون
خانۂ الفت سدا خراب رہا ہے
یک شبی اخلاص عمر بھر کا جلاپا
نخل تعشق کا برگ و بار بکا ہے
قسمت عاشق طواف کوئے ملامت
طعنہ و پیغارہ ارمغان وفا ہے
دے نہ ہمیں تو فریب تاج مرصع
لکۂ ابر سیاہ ظل ہما ہے
راتوں کو سنتا ہوں نغمہ کن فیکوں کا
ہر سخن و ہر صدا سماع وحدا ہے
موت ہے دکھ درد سے نجات کا رستہ
پھول جو مرجھا گیا ہے بیج اگا ہے

دیدنی ہے احتیاط وضع تکلف

لب پہ تبسم ہے دل میں آہ و بکا ہے

آنکھ سے پیدا ہے رستخیز نہانی

پیرہن منجمد میں شعلہ چھپا ہے

شعلے بھڑکتے ہیں جل میں آگ لگی ہے

منطقۂ دل کی کیسی آب و ہوا ہے

تم مرے شاعر ہو بس مرے لئے لکھو

بارگہ حسن سے یہ حکم ملا ہے

سرس کے جادو کی داستاں ہے اڑی سی

ہر جگہ بوڑھا عقاب بال کشا ہے

راکھ کی تہ میں تو شعلے دب نہ سکیں گے

مشعلۂ حق کبھی بجھے نہ بجھا ہے

قفل لگا ہے زبان اہل نظر کو

مدعی شہزادہ شاعروں کا بنا ہے

عشرت سرمد ہے اتباع محمدؐ

گنبد خضرا فرود گاہ خدا ہے !

---

1. Cum Iunone iocos et maior vestra profecto est
Quam, quae contingit maribus' dixisse, 'voluptas'
Illa negat; placuit quae sit sententia docti
Quaerere Tiresiae: Venus huic erat utraque nota.
Nam dus magnorum viridi coeuntia silva
Corpora serpentum baculi vialaverat ictu

Deque viro factus, mirabile, femina septem
Egerat autumnos; octavo rursus eosdem
Vidit et 'est vestrae si tanta potentia plagae,'
Dixit 'ut auctoris sortem in contraria mutet,
Nunc quaqe vos feriam!' percussis anguibus isdem
Forma prior rediit genetivaque venit imago.
Arbiter hic igitur sumptus de bite iscosa
Dicta lovis firmat; gravius Saturnia iusto
Nec pro materia fertur doluisse suique
Iudicis aeterma damnavit lumina nocte,
At pater omnipotens (neque enim licet inrita cuiquam
Facta dei fecisse deo) pro lumine adempto
Scire futura dedit poenemque levavit honorer

Ovid : Metamorphoses Book III
The story of Tiresias

حیاۃ ثم موت ثم نشر
حدیث خرافہ یا ام عمرو

. . . . میں ایک بہت بڑا اور مالدار آدمی تھا ۔ خدا نے ہر قسم کی دولت اور نعمت مجھے دی تھی - لیکن جب مری تقدیر بگڑی تو میری ساری دولت وثروت جاتی رہی ۔ اور میں مقروض ہوگیا جب قرضخواھوں نے اپنے قرض کا تقاضا کیا اور میں ادا نہ کرسکا۔ تو میں اپنا شہر چھوڑ کر بھاگ نکلا ۔ رستے میں مجھے شدت سی پیاس لگی میں ایک کنوئیں پر جا پہنچا اور پانی پینے کی غرض سے اس کے اندر اترا ۔ کنوئیں کے اندر سےکسی شخص نے چلا کر کہا کہ خبردار نہ پینا۔ میں وہ آواز سن کر کنوئیں سے باھر نکل آیا اور پانی نہ پیا ۔ اس کے بعد پیاس نے مجھ پر اور بھی غلبہ کیا ۔ میں پھر کنوئیں میں اترا۔ اس شخص نے کنوئیں کے اندر سے پھر چلا کر کہا کہ خبردار پانی کو ھاتھ نہ لگانا۔ میں پھر بغیر پانی پیئے باھر نکل آیا ۔ کنوئیں سے باھر آنے کے بعد پیاس نے مجھ پر اس شدت سے غلبہ کیا کہ مجھ سے مطلق صبر نہ

ہوسکا ۔ اور تیسری بار پھر کنوئیں میں اترا ۔ اس مرتبہ بھی وہ اسی طرح چلایا لیکن میں نے اس کے چلانے کی کچھ پروا نہ کی اور پانی پی لیا۔ جب میں پانی پی چکا تو اس نے کہا کہ بارخدایا اگر یہ شخص مرد ہو تو اسے عورت کردے ۔ اور اگر عورت ہو تو مرد کردے ۔ اس کا یہ کہنا تھا میں عورت بن گیا۔ اس کے بعد میں ایک شہر میں پہنچا ایک شخص نے مجھ سے نکاح کیا ۔ میں اس کی زوجیت میں رہنے لگا اور اس کے نطفے سے میں نے دو بچے جنے ۔ ایک مدت کے بعد میں اپنے شہر کو واپس ہوا اور اس کنوئیں پر جس کا پانی پی کر عورت بن گیا تھا۔ گزرا ۔ چونکہ مجھے پیاس بڑی زور سے لگی ہوئی تھی ۔ اس لئے میں پھر پانی پینے کی غرض سے کنوئیں میں اترا اور جس طرح پہلی دفعہ چلانے والا چلایا تھا ۔ اسی طرح اس دفعہ بھی چلایا ۔ لیکن پیاس کے ہاتھوں مجبور ہوکر میں نے اس کا پانی پی لیا ۔ اور اس کے چلانے کی مطلق پروا نہ کی ۔ اس نے جس طرح پہلے دعا کی تھی اسی طرح اس مرتبہ بھی کی ۔ جس سے میں عورت سے مرد بن گیا ۔ اور اپنی اصلی حالت پر آگیا ۔ جیسے پہلے تھا ۔ پھر میں اپنے شہر میں آیا وہاں میں نے ایک عورت سے نکاح کیا ۔ اس کے بطن سے میرے دو لڑکے پیدا ہوئے اس وقت میرے چار لڑکے ہیں ۔ جن میں دو میری پیٹھ سے ہیں اور دو میرے پیٹ سے . . . .

حدیث خرافہ

. . . . تاج الملوک نے . . . . راہ میں سنگ مرمر کا ایک حوض دیکھا ۔ اترا ۔ چھال کی ٹوپی لکڑی وغیرہ تمام سامان حوض کے قریب چھوڑ کر اس میں غوطہ لگایا۔ اور جب باہر نکلا تو تمام سامان غائب پایا ۔ خود بجائے مرد کے عورت کی شکل اختیار کرچکا تھا ۔ ایک جوان کے ہاتھ لگا اور اس کے گھر جا کر نو ماہ بعد بچہ پیدا کیا۔ وہاں سے حوض میں کودا تو حبشی بن کر باہر نکلا۔ ایک حبشن اپنے خاوند کے چکر میں اسے پکڑ کر گھر لے گئی ۔ جہاں اس کا کام کلہاڑی سے لکڑیاں کاٹ کر لانا انہیں بازار میں بیچنا اور اہل و عیال کی پرورش کرنا تھا۔ تاج الملوک جنگل میں گیا۔ وہاں ایک حوض میں کودا ۔ غوطہ مارتے ہی اصلی حالت میں آگیا ۔ اور پہلے حوض کے کنارے آ لگا ۔ جہاں اسے ٹوپی لکڑی وغیرہ تمام سامان مل گیا ۔

نہال چند لاہوری
مذہب عشق

2 'T's you she holds, but sighs
for other absent loves.

Tibullus.

۳ فاذا ما ذقت فاها ذقت عذباً ذا غروب
خالطالراح بمسک خالص غیر مشوب

ریقها فی‌الصبح مسک
باشرالعذب الرضابا

ولید بن یزید

4 Echo

5 ars est celare artem

٦ نخل قدت کہ ازچمن جان بر آمدہ
شاخ گلے بصورت انسان برآمدہ

فغانی

۷ مگر دیوانہ خواہم شد دریں سودا کہ شب تا روز
سخن با ماہ می گویم پری در خواب می بینم

حافظ

۸ اذا قامتا تضوع المسک منهما
نسیم الصبا جاءت بریا القرنفل

امرؤالقیس

۹ قیل لها ادخلی‌الصرح فلما راتہ حسبتہ لجة و کشفت
عن ساقیها قال انہ صرح ممرد من قواریر ۵ قالت
رب انی ظلمت نفسی و اسلمت مع سلیمن للہ رب‌العلمین
القران : النمل ۴۵

10 She is God's vision, of pure thought
Created in His Creative Mind
His reveries of beauty wrought
This peerless pearl of womankind
So plays my fancy when I see
How great is God, how lovely she !

Kalidas

نضت عنها القميص لصب ماءٍ فورد خدها فرط الحياْ
وقابلت الهواء وقد تعرت بمعتدل ارق من الهواْ
ومدت راحةً كالماء منها الى ماءٍ معد فى الاناْ
فلما ان قضت وطراً و همت على عجل لأخذ بالرداْ
وقامت تشرّاب على حذار كشبه الظبى افرد من الظباْ
رأت شخص الرقيب على التدانى فاسبلت الظلام على الضياْ
فغاب الصبح منها تحت ليلٍ و ظل السماء يجرى فوق ماْ
فسبحان الاله وقد براها كاحسن ما يكون من النساْ
ابونواس

11 Et si l'age, qui rompt et murs et forteresses,
En coulant a perdu un peu de nos jeunesses,
Cassandre, c'est taut un; car je n'ai pas egard
Acequi est present, mais au premier regard,
Au trait qui me navra de ta grace enfantine,
Qu'encore tout sanglant je sens en la poitrine
Ronsard

12 Musik der Krafte!
Le chant des cieux

O

خریر المیاه ، هدیر الحمام

مناجاة حبّ و نجوى الغرام

O

مشک کیا ہے قطرۂ خون غزال

فان المسک بعض دم الغزال متنبی

O

شب همه شب تنه نا ها یا هو

صبحدم ربّ شرح لی صدری !

اب دیکھنے کو جن کے آنکھیں ترستیاں ہیں
وہ موتیے کی کلیاں اے باغباں کہاں ہیں؟
عشق فسانہ خواں نے پھونکا فسون اعظم
ہم ہیں دل حزیں ہے شب زندہ داریاں ہیں
اپنے سے گفتگو ہے اپنی ہی جستجو ہے
یہ کون رو برو ہے یہ کس کی جھلکیاں ہیں؟
وجدان و کشف کیا ہیں حسن نہاں کی رمزیں
آب بقا کے چشمے ظلمات میں رواں ہیں
آنکھوں میں سحر بابل، سینوں پہ برج مرمر
سانسوں میں مشک اذفر یہ کیسی مستیاں ہیں؟
آدم نہیں یہ بت ہے مرمر کا قد آدم
اے وینس دمیلو کیوں ہونٹ نغمہ خواں ہیں؟
مرموز و وحشت آگیں ہے خواب ناز شیریں
پرچھائیاں سی گڈ مڈ سائے سے پرفشاں ہیں
آتے ہیں کس جگہ سے جاتے ہیں کس نگر کو
یہ کن کے قافلے ہیں یہ کیسے کارواں ہیں؟
آغاز بھی تحیّر، انجام بھی تحیّر
سر منزل خرد کے جادے دھواں دھواں ہیں

اے کامنی کلالن اے چاتر امِ عمرو[1]
ہم رند پاک دامن کیوں ہم سے خفگیاں ہیں ؟

ویران بستیوں پر عُشر و خراج کیا
ہم عاشقان بیدل پہلے ہی نیمجاں ہیں

محسوس کررہا ہوں سوز نہاں کی آنچیں
جذبے ہیں جتنے گہرے ناقابل بیاں ہیں

اے دشت بے مناظر کوئی انیس و سامر[2]
اے عبلہ[3] کلمینی[4] اے خولہ[5] ہم کہاں ہیں ؟

بھولا ہے ہولڈرلن[6] سب زمزمہ سرائی
اے مرگ دی آتیما کیا قہرمانیاں ہیں

کرتی ہے آرمیدہ[7] رینالدو پہ جادو
ہر منزل طلب میں خطرات ہفتخواں ہیں

رشتہ دل و جہاں میں ہے جوہر و عرض کا
تسخیر مہر و مہ کر یہ تارے بادباں ہیں

اوج و شرف کا زینہ آنسو لہو پسینہ
ملتے ہیں ان کو رتبے جو صاحبِ قراں ہیں

اعیان لم یزل کا پرتو اگر ہے دنیا
ہر سو تخلّقوا کی کیوں لالہ کاریاں ہیں ؟

یہ دزد مرحلہ ہے یا میر قافلہ ہے
اے خیمگی خبر لے کیسی سواریاں ہیں!

ب

دل ڈھونڈتا ہے پھر وہ شبہائے الف لیلہ
افسانہ و حقیقت جن میں رواں دواں ہیں
کرتی ہیں سیر دجلہ بجروں میں نازنینیں
٨
سیم سرہ کے چپّو سونے کی کرسیاں ہیں

بند قبا کھلے ہیں لہرا رہے ہیں آنچل
سینوں کے جزر و مد سے دل گرمیاں عیاں ہیں
سانسوں سے نرسلوں میں سرگوشیوں کے جادو
آنکھوں میں نرمیاں ہیں باتوں میں گرمیاں ہیں
٩
کیا صبح تک کروگی تم اس کی میہمانی
شب گیر میہماں ہیں کیوں عذرداریاں ہیں؟
اے سیّد گرامی! اے صبؔ مستہامی!
تو دیوتا سوامی، ہم دیو داسیاں ہیں
١٠
میں نے کہا "کہ وعدہ" کہنے لگی "کل آنا"
آیا جو کل تو بولی: "کیوں بے حواسیاں ہیں!

خاور حدیث شب کو کرتا ہے محو و منسی
ابرام و آہ و شکوہ، انفاس کا زیاں ہیں!"

گلگشت کر رہے ہیں جھمکے پری وشوں کے
ٹھوکر میں ہے زمانہ اٹھتی جوانیاں ہیں

شب تا سحر معطّر خوشبوئے گُل سے بستر
نافے ترے بدن کے خلد مشامِ جاں ہیں

تن برہنہ پہ گیسو سے مستتر سراپا
کاکل جھٹک کے اٹھی آنکھوں میں سوئیاں ہیں

لا تدخلوا بیوتاً کا حکم ہے مبرہن
دیوار پھاندتے ہو، مولا دہائیاں ہیں!

ج

جل میں نگن کھڑی ہے چندر بدن سپیرن
اے شوخ مرگ لوچن! اسرار تن عیاں ہیں

ہیں راجہ، جوگی، اگنی، جَل ان کی آلٹی ربتی
مت لے سراپ ان کا پگلی یہ بھاگواں ہیں

اے کام دیو روپی! رک جاؤ رات بھر کو
راتیں منجھیلی کاری، بوندیں کٹاریاں ہیں

مورو مگس بنائیں چھل بل سے چھب دکھائیں
ننگے بدن نہائیں کیا فیلمائیاں ہیں
کر کے گٹرگٹر گوں سنجوگ رس پلائیں
دل کی کسک بجھائیں کہنے کو کنواریاں ہیں
دل میں ہے گد گداہٹ سینے میں سنسناہٹ
ہونٹوں میں سلسلاہٹ برہا کی ماریاں ہیں
ایّام گُل میں دیکھا رقص ترنتلاؔ بھی
شوخان نیم عریاں تھم تھم کے چلتیاں ہیں
جھنکار سے ہو پیدا جذبات میں تلاطم
ہے باڑ پر جوانی غمزے بلائے جاں ہیں
زرّیں لباسِ شب نے زلف سیاہ کھولی
ہے جھٹپٹے کا عالم رنگوں کی دھاریاں ہیں
سر بر ہو کون ان سے ؟ کہتے ہیں دیومالا
عہد طفولیت کے قصے کہانیاں ہیں!

د

یہ ملک اجنبی ہے یہ غیر سر زمیں ہے
رہبر کی ہے ضرورت محتاج ترجماں ہیں
وہ لذت شبانہ وہ رنج صبحگاہی
اے گردش زمانہ وہ ساعتیں کہاں ہیں؟

فرصت یہ بے بدل ہے انمول ہیں یہ گھڑیاں
پھولوں سے بھر لو دامن، آثار رفتگاں ہیں

۱۲
پانی کی صورت آتے، جاتے ہیں باد آسا
ابنائے نوع انساں پیہم رواں دواں ہیں

جھڑتے ہیں پتّہ پتّہ اوراق نخل ہستی
کچھ جل کے کوئلہ کچھ زیر زمیں نہاں ہیں

گرتی ہے قطرہ قطرہ مے جام زندگی سے
تلچھٹ کو پھینکنا مت یہ بوندیاں گراں ہیں

ہر شخص دیکھتا ہے اندر کی روشنی سے
تاریکی، موت، سایہ۔ زنّار بند جاں ہیں

ترسیس کے جہازو یہ پوربی ہوا ہے
پتوار ہیں شکستہ، بوسیدہ بادباں ہیں

کرتا ہوں مثل باراں میں انتظار تیرا
ابر رواں سے باتیں، اختر شماریاں ہیں

اے ساقیٔ صبوحی! جام مۓ مغانہ
عمرت دراز بادا، ہم خادم مغاں ہیں!

وہ بھرتری ہری ہو یا بو علا معرّی
ہر باکمال کے ہم مدّاح و قدرداں ہیں

۵

یونان کے جزیرو ! بغداد کے محلو !

وہ مطرب و مغنّی وہ فلسفی کہاں ہیں ؟

وہ رنگ و بو کے رسیا وہ زندگی کے عاشق

روح القدس کے ہم فن وہ سامری کہاں ہیں ؟

غوّاص بحر معنی ، سیّاح ملک صورت

عکّاظ کے وہ شاعر اے مدّعی کہاں ہیں؟

ملتا تھا جن سے جھک کر عرش بریں برابر

اے خاک پاک بطحا! وہ آدمی کہاں ہیں؟

عصر جدید کا ہم لکھتے ہیں عہد نامہ

کہتے ہیں خود کو ملہم کیا خوش فریبیاں ہیں!

فن ۔ محنت و ریاضت ، محویّت و عبادت

اس شوق میں بالآخر جانیں ہی جاتیاں ہیں

آواز باطنی پر لبیّک کہنے والے

اسرار جاں کے محرم فن کے مزاج داں ہیں

اقبال و میر و غالب ، عبدالعزیز خالد

یہ شاعران ذیشان اردو کے پشتیباں ہیں !

١ الا هبی بصحنک فاصبحینا ولا تبقی خمور الاً ندرینا
مشعشعة کأنّ الحص فیها اذا ماالماء خالطها سخینا
صبنت الکاس عنا ام عمرو وکان الکاس مجراها الیمینا
وما شر الثلاثة آم عمرو بصاحبک الذی لا تصبحینا
عمرو بن کلثوم

٢ کان لم یکن بین الحجون الی الصفا انیس ولم یسمر بمکة سامر
بلیٰ نحن کنا اهلها فأبدنا صروف اللیالی والخطوب الزواجر

٣ یا دار عبلة بالجواء تکلمی وعمی صباحاً دار عبلة واسلمی
— عنتره بن شداد

٤ کلمینی یا حمیرا کلمینی

٥ لخولة اطلال ببرقة ثهمد تلوح کباقی الوشم فی ظاهر الید
— طرفة بن العبد

6 German poet Friedrich Holderlin (1770-1843)

In 1796 he entered as tutor into the house of a Frankfurt banker and fell in love with the banker's beautiful young wife, Susette Gontart, who reciprocated his passion and became the "Diotima" of his poems...

In 1802 he returned home, insane to learn of Diotima's death. After recovering for a berief spell he relapsed again, and spent the last forty years of his life in Tubingin, lodged with a Carpenter.

7 Armida is a beautiful sorceress in Tasso's *Jerusalem Delivered*.

8 ...... the poop whereof (barge) was of gold the sails of purple and the oars of silver, which kept stroke in rowing after the sound of flutes, howboys, citherns, viols, and such other instruments as they played upon in the barge. And now for the person of herself: she was laid under a pavilion of cloth of gold of tissue, apparelled and attired like the goddess Venus ... ..

Plutarch

— *Life of Marcus Antonius*

Enobarbus: ...... I will tell you

The barge she sat in, like a burnished throne,
Burned on the water; the poop was beaten gold
Purple the sails, ad so perfumed, that
The winds were love sick with them, the oars were silver
Which to the tune of flutes kept stroke and made
The water which they beat to flow faster,
As amorous of their strokes. For her own person
It beggared all description; she did lie
In her pavilion—cloth of gold of tissue—
O'er-picturing that Venus ......

Shakespeare

— *Antony & Cleopatra*

The Chair she sat in, like a burnished throne
Glowed on the marble ... .

T.S.Eliot

– *The Waste Land*

٩ طال ليلى حين وافانى السّهر   فتفكرت فاحسنت الفكر
قمت امشى فى مجالى ساعة   ثم اخرىٰ فى مقاصير الحجر

واذا وجه جميلٌ حسنٌ   زانه الرحمن من بين البشر
فلمست الرجل منها موقظاً   فرأت نحوی مدت لی البصر
و اشارت و هی لی قائلة   یا امین الله ما هذا الخبر
فقلت ضیف طارق فی ارضکم   هل تضیفوه الی وقت السحر
فاجابت بسرور سیدی   اخدم الضیف بسمعی والبصر

ابو نواس

١٠ ولیلة اقبلت فی القصر سکری   ولکن زین السکر الوقار
وقد سقط الردا عن منکبیها   من التجمیش و انحل الازار
و هز الریح ارادفاً ثقالاً   و غصنا فیه رمّان صغار
فقلت لها عدینی منک وعداً   فقالت فی غد منک المزار
و لمّا جئت مقتضیاً اجابت   کلام الیل یمحوه النهار

ابونواس

١١ یاایهاالذین آمنوا لاتدخلوا بیوتاً غیر بیوتکم حتی تستأنسوا
وتسلموا علی اهلها ذلکم خیر لکم لعلکم تذکّرون

القرآن ـــ النور : ٢٨

12 Seele des Menschen,
Wie gleichst du dem wasser!
Schicksal des Menschen,
Wie gleichst du dem wind!

— *Goethe*



دست و دہان یار سے میں نے شراب پی

شربت من یدها خمراً و من فیها   بحتری

ہم فقیر متاع استغنا

اے غنی ہم ہیں سائل بوسہ
میں ہوں تاریک تم ضیا میری
میں ہوں محتاج تم خزانہ مرا
وہ مجھے چومتی ہے یوں جیسے
پھول کو اوس ، چاند کو دریا
رات کی انجمیں قبا اوڑھے
میں تری خوابگہ میں آؤں گا
چاند تارے ہیں جس کے مجرائی
مجھ کو سودا ہے اس پریرو کا
ہر گھڑی بے کلی ہے غنچہ نمط
غم کو نظم و نسق سپرد ہوا
جامہ اندام نوبہار پہ تنگ
شوق کَھل کھیلنے پہ آمادہ
جلتے شعلوں پہ سوئیوں پہ چلوں
مجھ سے خود بھاگتا ہے سایہ مرا
کر دئے تر لعاب شوق نے لب
جب بھی دست ہوس دراز کیا

ہاتھ کھینچے نہیں نہیں کر کے
مسکرا مسکرا کے منع کیا
شرم نے عار کی نگاہوں سے
بولی دیکھے کا پیار ہے سارا
دل کو تلووں سے ملتی چلتی ہے
مزے بوسوں کے لب میں پوشیدہ
صاحب اچھا نہیں ہے ڈھے پڑنا
مردوئے ہوش کر حواس میں آ
دیکھ اپالو کی بے وفائی کو
دل شکستہ کلیتی رعنا
پھول سورج مکھی کا بن جائے
یہی انجام ہے محبت کا!
ایکتیئن! جس نے بھی دیا نا کو
غسل کرتے برہنہ تن دیکھا
بارہ سنگھے کے روپ میں فوراً
بنے لقمہ شکاری کتوں کا
اللہ اللہ یہ نازکی تن کی!
آبگینہ گداز ہے صہبا
جب بجائے سنہری بربط کو
ابلے مرمر سے دودھ کا چشمہ

آسمانی غرور ، شرم ارضی
گھنی پلکیں ، لٹیں شب یلدا
کرے آزاد قید کرنے کو
پیچ دیکھو کمند مشکیں کا
اوٹ ہو آنکھ کھوٹ دل میں پڑے
شاذ ہی کوئی باوفا دیکھا
ہم تو نظروں میں تول لیتے ہیں
ہم پہ روشن ڈھکا چھپا سارا
دیکھ کر خندق حیات پھلانگ
رات کالی ہے اور تو تنہا
گیلے سوکھے یہاں جلیں دونوں
ایکساں نرخ اشک و گوہر کا
اپنے بیگانے کو نہ پہچانیں
کیسے ہوتے ہیں یہ بت سادہ ؟
چرخ چارم سے جا کے لے آئیں
ورق آفتاب سے سونا
سچ ہے عشق اور عقل میں ضد ہے
ہر کسی کا ہے ذہن و ذوق جدا
ابن آدم کا خواب ہے عورت
عشق کرتا ہے کار مشّاطہ

ہنر اپنا مجھے بھی سکھلا دے
کیسے کھلتا ہے قفل ابجد کا
اسم کرتا ہے کونسا نیپچون
نیلمیں نمف کو زن رعنا
ڈھکے[1] دونوں کو ایک ہی چادر
ہو چھپرکھٹ گلاب کا تختہ
نیم عریاں ہوں جیسے جل پریاں
ایسے[2] بے پردہ ہو پس پردہ
جسم نرگس ہے سانس خوشبو ہے
گوہر آبدار ہے چہرہ
شال زرّیں حصار بند کمر
سحر فن سرد، مہر و بے پروا
پاؤں مکھن سے اس کے ڈھلتے ہیں
اس پری وش کا نام ہے عذرا!

---

١ ما اطیب ما بتنا معاً فی بُرد اذ لاصق خده اعتناقاً خدی
حتی رشحت من عرق وجنتہ لا زال نصیبی منه ماء الورد
— ابن الفارض

2 Elle etait fort deshabillee
— *Rimbau*

پوشیدہ بے وفائی شیوہ
اے صائدۃ القلوب تیرا !
ہے مولعۂ بحبّ عاجل

یہ نفس یہ ناظر تماشا
آؤں گی میں بن کے خواب نوشیں
آشا کا لباس ہے نراشا
کرتی ہے خراب سیان پت بھی
کچھ رنگ خرد میں ہو ہوس کا
تو ہیر جٹیٹڑی ہے شاید
اے مشک لپیٹڑی سمیرا !
ہے میرے وطن کی ہر ملیحہ
رشک متجردہ و سلمی
جاسوس جمال ہیں نگاہیں
مفتاح دفین کان و دریا
عیّاش کمال کھیل کھائی
محرور مزاج کا مداوا

ایسے سے اٹھے نہ کوئی راحت
دے طعنہ وہ ٹھنڈے آدمی کا
راہ خلد بریںِ الموت
معجون و عرق ، حشیش و حورا
وہ دُرد قدح ہو یا کہ سرجوش
پی ھنس کے مغاں کا ھے عطیّہ
کیا کام حیات جاوداں سے
بیدار ھے اب تو بخت خفتہ
آئینے میں مثل پرسیئس کے
دیکھو عکس سر مدوسا
بن جاؤ گے وگرنہ پتھر
یہ نکتہ ھے زندگی و فن کا
انٹیگونی عروس اندوہ
تاوان بھرے جکاستا کا
پیلا چمڑا بھی ھے مصیبت
خواھاں ھر شخص آبرو کا
ھتّھے نہ چڑھوں گی میں تمہارے
مشہور ھے مکر عورتوں کا

ارمان میں تم رہو گے یونہی
غنچہ نہ وصال کا کھلے گا
جو سہل ہو کیجئے نہ مشکل
کیا فائدہ رنج رائگاں کا ؟

---

۱ انی لارجو منک خیراً عاجلاً والنفس مولعة بحبّ العاجل
جریر بن الخطفی

○

ہوتا نہیں ہے مندمل ، زخم دل !
ففی فؤادی صدع غیر مشعوب
خنساء

جام و قیثارہ و ترتیل و عبیر
مخدعِ عرس ہے ارض کشمیر

○

وہی شاعر ہے محبت ہو جسے دھرتی سے

○

سنگ و ستارہ میں زندگی کی ہے دھڑکن

○

مجھے بوسے سے خوف آتا ہے

J'ai peur d 'un baiser
— *Paul Verlaine*

○

اس دل وحشی کو کون رام کرے گا ؟

Qui m' apprivoisera le coeur!
— *Laforgue*

کیوں برق پا ہے فرصت جوانی ؟
اے مرگ باقی ! اے حیات فانی !

آتا ہے سوز آرزو کہاں سے
جذبہ زمینی ہے کہ آسمانی ؟

کیفَ دبیبَ الحبِّ فی الفؤادِ ؟
اے وامق و عذرا، مرید و حانی !

مُمشوقۃَ القدُ ہے اسیلۃَ الخدُ
آنکھیں غزالی ، چہـرہ ارغوانی

شرح و بیاں ، کتمان وصمت وایما
منجملـۂ اوصاف نکتہ دانی

نطق مغنّی ہو ، کہ لحنُ شاعر
فطرت سے سیکھے رمز گلفشانی

اردو زباں کی داستاں نہ پوچھو
آنسو ملی ، آہوں بھری کہانی

کوئی نہیں پرسان حال ویراں
ہے سترُ پوش اک چادر ادھّورانی

چل بجھ چکا ہے شعلۂ حمیت
اپنے کریں غیروں کی پاسبانی
مسدود ہیں اظہار کے وسیلے
اک دل لگی ہے ذوق شعر خوانی
تخلیق کے سوتے کہاں سے پھوٹیں
ممکن ہے ریگستاں میں باغبانی ؟
یبغی قرىً منکم و مستقرّا
اک خانماں برباد لامکانی
النّاس اعداءَ لما جهلوا
مشکل سے چھوٹیں عادتیں پرانی
فسطاط شعر و خیمۂ غزل میں
ضوبیز ہے قندیل راہبانی
آزادی و اعزاز و سربلندی
رویائے باطل بے عرق فشانی[1] ؟
اوج و علا ہے ثمرۂ ریاضت
کیوں یاس و اضمحلال و ناتوانی
خالد یہ ہے قول سدید و محکم
لاتبلغ الغایات بالامانی !

---

1 ومن طلب العلیٰ من غیر کد اضاع العمر فی طلب المحال
علی رضہ

اے اولوالعزم کوہ پیماؤ
جبل زہرہ کی بھی سیر کرو
بے نیازی میں خطرۂ جاں ہے
نرم چکنی زمیں ہے جم کے چلو
چھوئی موئی سے ہیں نزاکت میں
حسن والوں کا احترام کرو
ملو ان سے نیازمندانہ
سینہ تانے چلیں تو چلنے دو
ان کے پہلو میں راحت و لذت
چاہو گر عافیت تو دور رہو
ان کی باتوں کا اعتبار نہیں
جو کریں دل لگی تو کرنے دو
ہے یہ مے خانہ ساز انگوری
نار پستاں کو داب کر چوسو
ہیں سراپا یہ کان سونے کی
بیلچہ لے کے رات دن کھودو
تب زر داغ دل کے دام چڑھیں
جب نثار رہ نگار کرو

سنگ مرمر میں دودھ کے چشمے
دست قدرت کے معجزے دیکھو

مخملیں گھاٹیاں طلسماتی
ان کے نیچے نہ دیر تک جھانکو

یہ نشیب و فراز سحر کے ہیں
جن پہ سایہ پڑے وہ پتھر ہو

گفتگو عاج و آنبوس میں ہے
دخل انداز تیسرا کیوں ہو

یہ چٹانیں جو ہاتھی دانت کی ہیں
بیضے الماس کے کہو ان کو

جوگ سادھا ہے کیوں بروگ لیا ؟
کون تھا وہ انا پتا تو دو

یاسمیں پر کھلا ہے سرخ گلاب [۲]
مطلع فجر ہے روئے نیکو

میں اسے شادن کحیل کہوں [۳]
تم اسے لالۂ بہار کہو

اس جہاں سرود و صہبا میں
کون نردوش ہے گھنگارو ؟

سر گراں عشق، حسن رم خوردہ

بوئے گل کس طرح مقید ہو ؟

سوچ لو پہلے آگم اندیشہ
بعدہٗ مستقل مزاج رہو

رقت و سوز ایک نعمت ہے
شکوہ اغیار کی طرح نہ کرو

ظلم سہتا ہوں صبر کرتا ہوں
کسرِ نفسی فروتنی دیکھو

مے پیو عنبریں پیالوں میں
اور لوبان و عود سلگاؤ

وہ مئے ناب جس کا اک جرعہ
جام جمشید و کاس کیخسرو

جاں فزا ہے نوائے عود و رباب
ساز چھیڑیں مغنیوں سے کہو

زیرکی ہے ہر امر میں تعدیل
پاؤں باہر کبھی نہ حد سے دھرو

سر قدرت ہے مخفی و ملفوف
رمز و تمثیل کی زباں سیکھو

خوف مزعج سے شوق مقلق سے
اعلم و اورعِ زمانہ بنو
حال تقدیر کا کسے معلوم
زندگی مختصر ہے تیز چلو!

---

1 ...Thou seekest my breast, thy mouth clinging
and press my nipples softly between
thy palpitating lips.

Pierre Louys

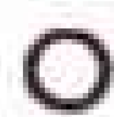
2 La Rose est le parfum des dieux.
La Rose est l' honneur des pucelles,
Qui leur sein beaucoup aiment mieux
Enricher des roses nouvelles
Oue d'un or, tant soit precieux.

Ronsard

۳ مرّت بنا بین تربیها فقلت لها
من این جانس هذا الشادن العربا؟ متنبی

4 And life is veiled ad hidden even as
your greater self is hidden ad veiled.

Khalil Gibran



زندگی خواب ، اجل بیداری
آدمی ایک خیال سیّار

فالعیش نوم والمنیة یقظة والمرء بینهما خیال سار
ابن حسن التهامی

اے حسینو ، گلعذارو ، مہوشو !
هم دعا گو هیں تمهارے خوش رهو
عیش پرور هوں بہاریں عمر کی
نور پهیلاؤ بڑهو پهولو پهلو
مشک نافه بن کے مہکو دهر میں
خرم و خنداں ، تر و تازه رهو
سیج پهولوں کی بدن کی رازدار
بوستاں هو بوستاں بانی کرو
زلفہائے کاسته آراسته
جامهٔ چسپیده خوش پیوست هو
پهڑ پهڑائے دو لباس پرنیاں
مثل ملکاؤں کے تمکیں سے چلو
شاعران سوخته دل سے مگر
جب ملو تم خود سپردانه ملو
هم گدائے کوچه گرد و ره نورد
حسن کے سخیو زکات حسن دو

ساحرالمقلة[2] ، معسول اللمیٰ

دل نہیں قابو میں اے صاحب دلو !

یہ دمکتے جسم یہ گلنار لب[3]

ھائے کس منہ سے انہیں فانی کہو ؟

مرمر و مرجاں سے ھے جن کا خمیر

ان کو رو اے ابر دریا بار رو !

تار بربط کی طرح ہلتا ھے دل

اے بنی نجار کی شہزادیو !

بے ادب حد ادب ملحوظ رکھ

باولو دامن لپک کر تھام لو

راکھ کھائی میں نے روٹی کی طرح

حکم تھا آنسو ملا پانی پیو

شہسوارو یہ بھی ھیں پا در رکاب

نجد کے پھولوں کی خوشبو سونگھ لو

تیری خواھش حکم ھے میرے لئے

بندۂ بے دام ھوں ارشاد ھو

زندگی[4] زقّوم و حنظل ھی سہی

جرعہ جرعہ نوش جاں کرتے رہو

اشک ریزاں موکناں مویہ کناں
نعمت غم کی نہ بے قدری کرو
یحمدالقوم السّریٰ عندالصباح[5]
اپنی دھن میں رہرو چلتے رہو
وارد و صادر ہیں آیند و روند
ہیں رباط زیست کے دروازے دو
ایک ہے عیش دو عالم ہو کہ یا
درد ہو سارے جہاں کا دوستو
تم نہ نکلوگے غرض کے خول سے
پیلہ[6] ریشم ہو گھٹ گھٹ کے مرو
سب یہ دنیا دار ہیں بردہ فروش
ان کے جعل و مکر سے بچتے رہو
لیس للانسان الا ما سعیٰ
غیر کو الزام دینے سے بچو
ہائے یہ زردشت کا آتشکدہ
جو لگائے ہاتھ جل کر خاک ہو
جولیٹ میں شان محبوبی نہیں
ہو چکے بدنام و رسوا رومیو

نوحہ گر ہیں اجڑے کھنڈروں پر عقاب
خفتگان خاک تیرہ جی اٹھو
کہتے ہو باغی تھا جعفر برمکی
کچھ تو عقبیٰ کی عقوبت سے ڈرو
قہرمانو ! خون مردم ہے مباح
کیا تم اے ظلّ الٰہ، پایندہ ہو ؟
بادشاہی کو بچانے کے لئے
تم کو پاس کعبۃاللہ بھی نہ ہو ؟
نہرِ بابل کے کنارے بیٹھ کر
دوستو ! صیّون کی باتیں کرو
بید کی شاخوں پہ لٹکاؤ ستار
گاؤگے پردیس میں اے قیدیو !
اے یروشلیم تجھے بھولیں نہ ہم
مسجد اقصیٰ دل آزردہ نہ ہو
گوش نامحرم سروش غیب کے
مطلقاً قابل نہیں اے عاشقو !
ایک شے ہے تنگی و آسودگی
گنج سے دل کا سکوں حاصل نہ ہو

امتناع نفس سے تسخیر کر
جملہ موجودات و معدومات کو

حبّک للشّیٔ یعمی و یصم
کون عاشق ہے جو دیوانہ نہ ہو

چہچہا کرتی ہے بلبل باغ میں
وصل مانع ہے فغان شوق کو؟

سخت مستسقی ہے جان عاشقاں
گہ گہے نوشاب لب پینے کو دو

قبلۃ عطشیٰ، بعیدۃ المدیٰ
جس سے کشت سوختہ سیراب ہو!

ب

یہ ہے طول و عرض 'لا رہبانیت'
زندگی کے حسن کا منکر نہ ہو

لے گیا دم دے کے وہ جان عزیز
وہ جو حال دل کا مستفسر نہ ہو

پیش جابر عاجز و مسکیں نہ بن
پیش مسکیں جابر و قاہر نہ ہو

۸

مت اسے زندہ کہو جس شخص کا

کوئی مستقبل نہ ہو حاضر نہ ہو

۹

کچھ نہیں حاصل سخن سے جب تلک

آدمی پیدائشی شاعر نہ ہو

حل نہ ہوں عقدے نشاط و درد کے

جب تلک جمعیّت خاطر نہ ہو

کس طرح ممکن ہے اے صید ہوس

سوز پنہاں آنکھ سے ظاہر نہ ہو

یہ ہے اوّل شرط راہ عشق کی

ذہن مومن ہو نہ ہو کافر نہ ہو!

ج

الف لیلہ شوق کی کس سے کہوں

جب کوئی سننے پہ ہی مائل نہ ہو

معنیٔ الوقتُ سیفٌ قاطعٌ

حافظ انفاس بن غافل نہ ہو

سیر کر تاروں کی اے اختر شناس

ان کے جادو کا مگر قائل نہ ہو

ہوں نہ اسرار نہانی منکشف

جب تک استعداد ذہن و دل نہ ہو

عادت فطرت نہیں اکراہ و جبر

۱۰

دیکھ بیتابی نہ کر عاجل نہ ہو

شے کوئی ملتی نہیں ہے تحفتہً

یا تو بن حقدار یا سائل نہ ہو

۱۱

استعد یا عمرو لفتحِ الجدید

موج بن آسودۂ ساحل نہ ہو

سوز و حکمت دین ہے اللہ کی

مانگنے والا مگر جاہل نہ ہو

بند رہتے ہیں دریچے فیض کے

فیض کے جب تک کوئی قابل نہ ہو

اے طلبگار حیات جاوداں

عمر فانی صرف لاحاصل نہ ہو

لفظ و معنی کی دوئی مٹتی نہیں

کوئی جب تک شاعر کامل نہ ہو

ہو گئے جل بل کے بھوبل شوق میں

وائے گر اس پر بھی قدر دل نہ ہو!

۱ Let girls to poets always yield.

Ovid

۲ ساحر المقلة معسول اللمی جال فی النفس مجال النفس

ابن الخطیب

واغید معسول اللمی والمراشف

ابن خفّاجة

3 ...cler vis traictiz,
Et ces belles levres vermeilles! *Villon*

۳ لاتسقنی مأ الحیاة بذلۃ... بل فاسقنی بالعزکاس الحنظل

— عنترہ

امی پیارے مان بن رحمن موئی نہ سوھائے
مان سہت مربو بھلو ، برِبس دے بولائے

— خانخاناں

۵ عندالصباح یحمدالقوم السری و تنجلی عنهم غیابات الکری

خالد بن ولید

٦ الم تر آن المرء طول حیاته معنّی بامر لایزال یعالجه
کدود غدا للقـز ینسج دائما ویهلک غما وسطماهوناسجه

ابوالفتح البستی

۷ زبور : مزمور ۱۳۷

8 Who walkig snore ..
whose life is dead, although live and see.

Lucretius

9 poeta nascitur non fit

۱۰ فما انقادت الآمال الّالصابر

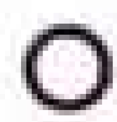
۱۱ عمرو بن العاص رض

نہ طرب ہے نہ شادمانی ہے
عشق وسواس و بدگمانی ہے
زندہ درگور ہو اگر تجھ کو
ہوس عمر جاودانی ہے
شرم ہے پردہ خودنمائی کا
فطرت حسن لن ترانی ہے
دل کا سرمایہ سوز پنہانی
عشرت عشق خستہ جانی ہے
کہیں چھپتی ہے آنکھ چاہت کی
ہم نے در در کی خاک چھانی ہے
دھوپ نکلی ہے مینہ برستا ہے
نیمرنگی کا حسن بانی ہے
جب سنو جب پڑھو نئی لذت
یہ طلسمات کی کہانی ہے
آرزو تازہ کار و تازہ خیال
طرح نو ذوق کی نشانی ہے
ادھ کھلا پٹ ہے، نیم وا جھانکی
پردے میں چھیڑخانی ہے

نہ اجاڑو دلوں کے کاشانے

حسن والو[1] یہ حسن فانی ہے
عشق سرمست و سرمد و رسوا!
حسن کو ناز ترکمانی ہے
ہم خطا کار جرم نا کردہ
روسیاہوں پہ مہربانی ہے!

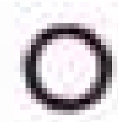
1 Auch das Schone muB Sterben!
— *Schiller*



زندگی ہے بعید و بلند و عمیق



رات ہے وقت تلاش و دریافت
رات کے قبضے میں ہے آب حیات



ہو صحرائی کنوئیں میں جیسے پانی
ہیں یونہی خاطرات لاشعوری
محبت غیب داں ہوتی ہے شاید
محبت ہے رسول نا صبوری
نگاہیں گرم حرف آشنائی
کھڑی ہے درمیاں دیوار دوری

وہ شہر آرزو ہی رہا نہ شہر آرزو کے مکیں
لٹا ہے جب سے دل کا نگر کہیں دل کو قرار نہیں

اگر شاخ چنار قلم ، گیاہ نودمیدہ ورق
مداد اشک چکیدہ بنے ، تو لکھوں حال قلب حزیں

جسے[1] میں کھو چکا ہوں وہ شے حقیقی دائمی ابدی
جو ہے — مرہون وہم و گماں ، معلّق بین شک و یقیں

بذات خود ہر ایک بشر ہے اک دنیائے بو قلموں
مثل ہے الجنون و فنون ہر اک ذرّہ ہے مہر مبیں

دل[3] اے دل یہ ہے طول امل[2] فریب آرزو سے نکل
بہت عیّار ہیں یہ حسیں ، لٹا ان پر نہ دولت دیں!

1 Sunt aliquid manes: letum non omnia finit;
Luridaque evictos effugit umbra rogos.
— *Propertius*

۲ ۔ دل ز امل دور کن زانکہ نہ نیکو بود
مصحف و افسانہ را جلد بہم ساختن
— خاقانی

۳ شراب الامانی لو علمتَ سرابُ
— ابن خفاجۃ

دل دردمند ہے نوا سنج آرزو

یہ جام جہاں نما ہے جلّ جلالہٗ
حریم وصال میں وہی باریاب ہو

کرے خونِ پاکِ دل سے جو خوش نفس وضو
حسینوں کی شوخیاں فریب و مغالطہ

یونہی دل دلگی میں دل نہ دے بیٹھنا کبھو
قدح خوار عشق کو نہیں فرق دُرد و صاف

وہ پیتا ہے اوک سے نہیں طالبِ سبو
رفیقان ہم قلم، ندیمان جام جم!

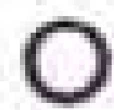
بجائے مداد تم قلم میں بھرو لہو
وہ جان خلا ملا نہیں عرش و فرش پر

خود اپنے سے پوچھ تو کہاں ہے مقام ہو
ہے احرام جامہ تو مرقّع و چاک چاک

یہ زنّار دیر کو نہیں حاجت رفو
تو گلدستۂ جمال، مجموعۂ کمال

تو زہرہ شمائل و گل اندام و ماہ رو

ترے حسن بے حجاب سے گنگ ہو زباں
کسے طاقت سخن ، کسے تاب گفتگو ؟
تو صہبائے بے خمار و نو روز و نوبہار
تو رابیل و ارغوان و شبّو و نازبو
کف پا کے پربہار نقش و نگار سے
خیابان ، میکدے ، صنم خانے ، کو بکو
نظر جس طرف بھی جائے پریوں کے جمگھٹے
کراچی میں رنگ و بو کا طوفاں ہے چار سو !



مہر سیما و ماہ طلعت ہو
انگبین وصال چکھنے دو
یہ خزانہ نہیں تمہارے لئے
چاہے کتنی بھی دوڑ دھوپ کرو
چلے جادو نہ شکل و دولت کا
تیر ، ترکش کے آزما دیکھو !

جب اطرافِ صحرا میں چھٹکتی ہے چاندنی
تو چَھن چَھن کے ذرّوں سے نکلتی ہے راگنی
بیابانِ سینا ہے شبستانِ کہکشاں
چراغاں سے بقعہء نور کا دشت ایمنی
کہاں سے صدا آتی ہے بانتِ سعاد کی
غزالانِ وحشی ہیں نگارانِ ارمنی
یہ کس نے قفا نبکِ کا چھیڑا ہے زمزمہ
رفیقو ذرا ٹھہرو یہ لَے ہے شنیدنی
نظر پاسبانوں کی عقابی ہے دیکھنا
ہے ان نوجوانوں کی کنیزک تہمتنی
پرندہ بھی خیموں میں نہ بے اذن آ سکے
یہ ادنٰی کمالِ عشق شبخون و رہزنی
میں داخل ہوا اندر تو چندھیا گئی نظر
رگیں تن گئیں دوڑی سراپے میں سنسنی

قیامت قدِ آدم نگاہوں کے سامنے
عروسِ شبِ اوّل کی صورت بنی ٹھنی
ضبا بیز تھا ماہ مقنع درون چَہ
سراپا عیاں رازِ نہان و نہفتنی
بہ ملبوس عریانی وہ اندام مرمریں
شہاب اور میدے کی گندھاوٹ تھی دیدنی
بھری تھی پیالوں میں شراب دوآتشہ
تھے بلّور کے کنڈ سمن فام کندنی
کہوں کیا کہ ــ قد نضّت لنومٍ ثیابہا [3]
وہ گج گامنی چندر بدن مرگ لوچنی
سلومی سی گلفام اور سیفو سی لالہ رخ
اسے کامنی کہہ کر پکاروں کہ پدمنی
تحّدر فوق الردف اسود شَعرہا
ستون عاج و عسجد کا کہ مینار روشنی
مجھے [4] دیکھ کر چونکی نہ جائیں گی عادتیں
خدا حافظ و ناصر بچائے تمہیں غنی
فؤاد المشَوق المستہام المتّیمِ
کہے لب سے [5] پی غٹ غٹ یہ مے ہے چشیدنی

٦
انا اخدم البیض الکواعب کالدمٰی
دنانیر ہو امباولی ہو کہ رکمنی
کبھی خیمہ زن ہو دل کے اجڑے دیار میں
کوئی لاجونتی نار، سکمار بھکشنی!

٧
ہے الیوم خمر کا ترانہ فضاؤں میں
بط مے کر میخوارہ کرے باد بہمنی

کف دست رامشگر پہ چنگ مرصعی
جلاجل بجاتا ہے سحاب سکاہنی
نہاتی ہیں ننگے تن وہ چشمے پہ مہوشیں
کرو چھپ کے نظّارہ یہ منظر ہے دیدنی
جو دیوار حائل ہو کرو سر نگوں اسے
جو فتنہ کرے برپا وہ بت ہے شکستنی

مسخّر کرو اس کو جو بھی سر کشیدہ ہو
ہر اک نارون قد کے کنول ہیں مکیدنی

٨
ببھکنۃٍ تحت الطراف المعمّد

کٹی رت جو برکھا کی وہ ماہ عسل بنی
تقاضائے ہم عمری جوانی کا جوش ہے
لبوں میں مے احمر، نگاہوں میں موہنی

طلسمات کی دنیا، سماں الف لیلہ کا
سرا ڈور کا پکڑے کھڑی ہے اریدنی

بوئے عشق آتی ہے کنار چناب سے
مہینوال کو آواز دیتی ہے سوھنی

۹ پری چہر رودابہ کے گیسو کمند ہیں
جواھر کی پازیبیں، ستاروں کی اوڑھنی

۱۰ ملے مرمریں زینے پہ جیسن سے میڈیا
کہیں گاہ مژگاں سے لپکتی ہے دامنی

محبت کی رمزوں کو نہ کوئی سمجھ سکا
عیار وفاداری نہ معیار دشمنی

کوئی صاحب ذوق و شعور اس نواح میں
تڑپتے ہیں ھونٹوں پر سخنہائے گفتنی

ملو ھر مسافر سے محبت کے رنگ میں
یہ محفل ہے دنیا کی گزرگاہ رفتنی

فنون زمانہ سے کوئی انتخاب کر
ہے گر ذوق یکتائی تو بن مرد یک فنی

ہے الماس کیا شکل منقّلی زغال کی
ز روئے نسب پتّھر ہے یاقوت معدنی

یہی لا شعور اجتماعی ہے غالباً
بنی نوع آدم ہیں مخمر بہ ریمنی
یہی رنج و راحت ہے سر و برگ زندگی
وہی شے ہے پائندہ وہی شے گزشتنی
بہت جستجو کی ہم نے بازار دھر میں
قماش سلامت ہے نہ کالائے ایمنی
رہے اسم اعظم کی مہابت سے بیم ناک
طلسم فرنگی ہو کہ سحر برھمنی
ہوس کی جگر کاوی سے بچنا محال ہے
ہمیشہ لگی رہتی ہے دل میں کریدنی
نہ ہو حسن جسمانی پہ اتنا فریفتہ
کہ رنگ رخ خوباں ہے اکثر پریدنی
عروس جہاں کے دام تزویر میں نہ آ
گزر کر فقیرانہ ، سمجھ میلہ گھومنی
ملیں خود گدازی سے مقامات فکر و فن
عطائے سحر خیزی ہے سینے کی روشنی
ہیں مرغان آوارہ گرسنہ و تشنہ لب
پہ سرمست خواب ناز مرغ نشیمنی
اگر تشنہ لب آئیں تو بحر* نوال بن
گرسنہ ہوں فریادی تو بن بار خرمنی !

۱ بانت سعاد فقلبی الیوم متبول   متیّم اثرها لم یفد مکبول
کعب بن زهیر

۲ قفا نبک من ذکری حبیب و منزل   بسقط اللوی بین‌الدخول فحومل
امرؤالقیس

۳ فجئت و قد نضت لنوم ثیابها   لدی السترالا لبسة المتفضل
امرؤالقیس

La tres — chere etait nue .....

Baudelaire

۴ فحیت اذ فاجأتها فتوالّت   وکادت بمهجور التحیة تجهر
وقالت و عضت بالبنان، فضحتنی   و انت امرؤ میسور امرک أعسر
أریتک‌ان مضاعلیک ألم‌تخف   رقیباً و حولی من عدوک حضّر
عمر بن ابی ربیعة

5 Sedit in ore
rosa cum pudore
pulsatus amore
quod os lamberem
hei lamberem, hei lamberem, hei lamberem,
Luxuriando per characterem

۶ اقول دمی ٌ وهی‌الحسان الرعابیب   ومن دون استار القباب محاریب
ابن هانی

و ابیض یرفلن کالدمی   فی الریط والمذهب المصون
سلمی بن ربیعه

۷ ضیعنی أبی صغیراً وحملنی دمه کبیراً   لاصحوالیوم و لاسکر غداً
الیوم خمراً وغداً أمر
امرؤالقیس

۸ وتقصیر یوم الدجن والدجن معجبٌ ببهکنة تحت الطراف المعمّد

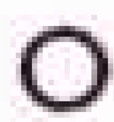
طرفة بن العبد

۹ یکے چارہ راہ دیدار جو — چہ پرسی تو بر بارہ و من بکو
پری چہر گفت سپہبد شنود — زسر شعر شبگوں ہمی برکشود
کمندے کشاد اوز گیسو بلند — کس ازمشک زاں ساں نپیچد کمند
خم اندر خم و مار بر مار — براں غبغبش تار بر تار بر
فروہشت گیسو ازاں کنگرہ — کہ یازید و شد تا بین یکسرہ
....
براں پرورانیدم ایں تار را — کہ تا دستیگری کند یار را

— فردوسی

١٠ Furtively passing sleeping guards, with Love as giude
Alone by night the girl comes to the young man's side.

—*Tibullus.*

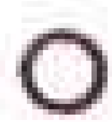


گل نرگس میں خوشبوئے نگار
اور زردی عاشق مہجور کی



اے منکر شوریدگیٔ چشم حسیناں
تونے کبھی مستوں کو مچلتے نہیں دیکھا

أ تنکر باس احداق العذاری — أما تدری بعربدة السکاری



انعام دینے والے کا ہر آدمی ہے دوست

یہ دوکان شیشہ گر ٹوٹ پھوٹ کا گھر ہے
ہو نہ دل شکستہ ملتا ہے جو مقدّر ہے
مُوقلم بھی عاجز ہے چِترکار بھی حیراں
نقش آرزو ایسا ہے جو نا مصوّر ہے
ماھتاب کو غم ہے داغ ناتمامی کا
بے تکلف ترا چہرہ تو شبیہہ عشتر ہے
ساق و ساعد و سینہ سر بمہر گنجینہ
ایک کان چاندی کی ایک معدن زر ہے
کار گاہ ھستی میں انتشار ھی دیکھا
جشن کی سی کیفیّت غدر کا سا منظر ہے
لالہ سوختہ دل ہے سرو فارغ و آزاد
اپنی اپنی قسمت ہے اپنا اپنا جوھر ہے
سخت آدمی کش ہے حرص جاہ و مکنت کی
بندۂ غرض سے ڈر بےحسی کا پیکر ہے
مطلق العنانی ھو یا نظام جمہوری
حال صاحب دل کا دردناک و ابتر ہے

عشق ملک و ملّت کا ایک بات ہے ورنہ
هر کوئی پرستارِ تخت و تاج و لشکر ہے

خطبہ و خطابت کے دام مکر سے بچنا
بت شکن جو بنتا ہے بت پرست و بت گر ہے

مذهب و سیاست ہو یا ادب کا دهندا ہو
هر جگہ جہاں دیکھو چھل کپٹ کا چکّر ہے

شوقیہ نویسوں کا نام اس زمانے میں
تازہ کار و نادرگو شاعر و نواگر ہے

دل بھی اک سمندر ہے ھولناک و پھناور
ڈر نہ موج پیچاں سے مار گنج گوهر ہے

بادِ کوچۂ جاناں مست ناز سے کہنا
تیرا ذکر جاں پرور قُرص خواب آور ہے

دم بدم غم تازہ درپۓ دل رسوا
دیکھتا ہوں جس جانب تو نظارہ گستر ہے

کیسے سحر کرتی ہے تیری چشم جادوگر
میکدہ ہے زیر لب یا کرشمے کا گھر ہے

کش مکش عناصر کی راز ہے ترقی کا
اضطراب پنہانی عافیت سے بہتر ہے

چـل دئے چراغانی مشعلیں نہیں جلتیں
وہ صبا کی جولانگہ اب ممرّ صرصر ہے
دل میں ذوق گوسالہ، لامساس ہونٹوں پر
سحر سامری برحق شاخسانۂ شر ہے
حافظہ کتب خانہ، دل اجاڑ ویرانہ
لاف بوالفضولی ہے حرص نقرہ و زر ہے
گل میں سانس کی خوشبو، مے میں رنگ پنڈے کا
صبح چہرۂ جاناں، رات زلف دلبر ہے
قمقمے کرو روشن تکمۂ قبا کھولو
شعلۂ بن پستاں آفتاب محشر ہے
بے نیاز ہوں خالد نے نواز و ساقی سے
دل میں ایک دنیائے سوز و ساز مضمر ہے
۲
رنگ روپ چہرے پر آتش فسردہ کا
دل سپند سوزاں ہے اور سینہ مجمر ہے
دل میں تخم خواہش کا کاشت کرنہ اے ناداں
کیا آگے پھلے پھولے یہ زمین بنجر ہے
تیرا حسن گو نا گوں، تیری شان روز افزوں
یہ جہان ہر لمحہ اک جہان دیگر ہے!

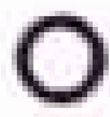
1 Por donde quiera que voy,
Porece que te voy viendo
esla sombra del querer
que me viene persiguiendo.

جہاں جاتا ہوں پہلے سے تمہیں موجود پاتا ہو
رہے دن رات سایہ عشق کا میرے تعاقب میں

خالد

2 The intolerable infinite desire
Made my face pale like faded fire

Sappho



بیش و کم ہر زن رعنا کو دلیلہ جانو

plus ou moins,
la Femme est toujours Dalila

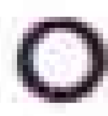
وہ کسی چیز کی عاشق نہیں راحت کے سوا

C'est le plaisir qu'elle aime

بے محبت کئے محبوبہ بنائے خود کو

Ella se fait aimer sans aimer ella-meme

— *Vigny*



مجھے جسم بے دل نہیں چاہئے

لا احب الجسم مسلوب الفؤاد

ابن هانی

اخذ تم فؤادی و هو بعضی فما الذی
یضر کم لو کان عند کم الکل

ابن الفارض

۴۲

یہ الماس کا بت ہے کہ تمثال مرمر ہے
کبھی ملکۂ شب ہے کبھی شاہ خاور ہے
سیہ خانۂ زنداں میں یہ روشنی کیسی
فروغ رخ تاباں سے سینہ منوّر ہے
یہی خاک مٹّی ہے یہی خاک ہے کندن
یہی نوشدارو ہے یہی زہر احمر ہے
ہنر ہے یدبیضا، ہنر ہے دم عیسیٰ
ہنر قول زردشتی، ہنر دست آزر ہے
ہنر عالم اسما، ہنر محرم اشیا
ہنر صور اسرافیل و ناموس اکبر ہے
ہنر اکبر ابلیسی، ہنر حسن بلقیسی
ہنر حرف سم سم ہے ہنر کیمیاگر ہے
کما یتداوی شارب الخمر بالخمر
اسی سے ہوں فریادی وہی جو ستمگر ہے
لگن ہو اگر دل میں تو ہر مشکل آساں ہے
محبت کی دنیا میں ہر اک شے میسر ہے

زر داغ دل ہم نے تری راہ میں کھویا

کہاں نفع ویرانی جہاں سفلہ پرور ہے

مشیتَ علی الجمر وطئت علی الرمضاء

گزر گاہ فنّ و عشق میدان محشر ہے

ہوس چاپلوسی سے مَغ و مطرب و ساقی

وفا شاکی و حاکی پریشان و ابتر ہے

شب غم میں روشن ہیں تری یاد کی شمعیں

خرابہ مرے دل کا شبستان اختر ہے

وہ گزری[2] ہوئی راتیں شباشب ملاقاتیں[3]

کرن ماہ تاباں کی مجھے خار بستر ہے

الستَ تری السمّار و الناس احوالی[4]

خدا غافر و ساتر ہے کس چیز کا ڈر ہے؟

حمائل مری گردن میں وہ مرمری بانہیں

شراب آئے کھچ کھچ کے لب و سینہ، ساغر ہے

ہیں یہ ڈار سے بچھڑی ہوئی پرکٹی کونجیں

انہیں کوکنے دو سوز اسپند و مجمر ہے

مرقع[5] تھا حسرت کا وہ نظارہ رخصت کا

فراق گل رعنا دل آشوب منظر ہے

دبانا مرے ھاتھوں کو دست حنائی کا[6]

بدن سوز پنہانی سے شاخ گل تر ھے

کبھی چپ کبھی نالاں کبھی خوش کبھی حیراں

تری یاد میں دل دیوانہ مجبور و مضطر ھے

کہوں کیا کہ دامنگیر ھے خوف رسوائی

مجھے ماہ کنعانی ترا روئے انور ھے

ھصرت بغصن ذی شماریخ میال[7]

ترا قدّ بالا روکش بان و عرعر ھے

ترشفت حرّ الوجد من بارد الظلم[8]

تو راحت کا سر چشمہ، تو لذت کا پیکر ھے

ازل سے معیّن ھے ھر اک چیز کی قیمت

وھی قطرہ کنکر ھے وھی قطرہ گوھر ھے

اگر باغ میں بلبل ھے محو نوا خوانی

تو مجلس میں خنیا گر کے ھاتھوں میں مزمر ھے

الستُ بربّکم ھے تعلیم روحانی

جو آموختہ بھولے وہ زندیق و کافر ھے!

۱ تداویت من لیلی بلیلی عن‌الهوی کما یتداوی شارب الخمر بالخمر
مجنون

دع عنک لومی فان اللوم اغراء و داو باللتی کانت هی الداء
ابونواس

2 o Complessi iterati, che con tanti
nodi cingete i fianchi, il petto, il collo
che non ne fan piu l'edere oli acanti.
Bocca ove ambrosia libo ne satollo
Mai ne ritorno; o dolce lingua, o Umore
Percui l'arso mio co bagnoe rimollo

Ariosto

۳ نیم شف ء مسکیں پاد رواں داتاں همی بانک ء کتاں هاگد
داس چه بنواریں دف ء گیتوں چدگلیں هنگیں چیڑواں پرشتوں
بیرگ

۴ فقالت سبا ک‌الله انک فاضحی الست تری السمار والناس احوالی
امرؤالقیس

نیک سکات نہ کاہ کہے کچھ ایسے بھئے امنیت مہا
جا نہ کوو تو جانہی چور لون آوت ھو یہ آہ کہا
سکھ دیو

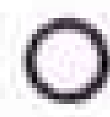
۵ و دعتنی بزفرة واعتناقی ثم نادت متیٰ یکون التلاقی
قلت یوم الفراق افظع یوم لیتنی متُّ قبل یوم الفراق

6 Ah, what a moment it is when the woman one loves answers the pressure of hand with hand

Stendhal

۷ فلما تنازعنا الحدیث و اسمحت هصرت بغصن ذی شماریخ میال
امرؤالقیس

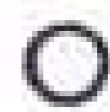
۸ ترشفت فاها سحرة فکاننی ترشفت حرالوجد من باردالظلم
متنبی
لکسرت دملجها بضیق عنا قہا و رشفت من فیہا البرود رضابا
ابن ہانی



زندہ بہ مسلمانان دادیم پتھورا را[1]
آتا ہے خراساں سے غوری[2] پئے سرکوبی

۱ پتھورا را زندہ بہ مسلمانان دادیم
خواجہ معین الدین چشتی

۲ شہاب الدین غوری



خلوت میں بھی نہ کھلا وہ شوخ وا اسفا!
جمشتہ فنبا قبلتہ فابیٰ*

* متنبی



لیڈا سے ملے ہنس کی صورت میں زیوس
بیضے سے برآمد ہو پریرو ہیلن
ایتھنز کی ہر دلہن سفرجل کھائے
کہتی ہے کتاب قانون سولن

دل میں نقش ماسوا ــــ مال و منصب و عصا
کہ رہے ہیں نا خدا یا مجیر و یا خدا !
لعل شب چراغ ہے شمع نیم سوز دل
جھٹپٹے میں ہے رواں کارواں خیال کا
ڈھونڈھ نقد عافیت راہ اعتدال میں
بیش و کم کا مرحلہ طے نہ کوئی کرسکا
خشک و تر میں ہر طرف شورش و فساد ہے
زر گری کی جنگ میں آدمی ہے مبتلا
جلوہ گر ہیں لالہ رُو سو بسو و کو بکو
اب کہاں کی آبرو اب کہاں کا اتقا !
سیم و زر کی کان تھے لکشمی سمان تھے
جو غزل کی جان تھے وہ ہوئے غزل سرا
عالم شباب میں ہر خطا معاف ہے
حالت سرور میں پاؤں لڑکھڑائے گا
طالب زفاف ہے سائل کفاف ہے
عشق بوالہواس بنا حسن خود ستا ہوا
پردے میکدے کے ہیں یا پلک کی جھالریں
دست گلفروش میں گلستاں کھلا ہوا

لب پہ قیل و قال ہے شک و احتمال ہے
شوق کو زوال ہے درد دل ہے لادوا

عارض ملیح پر برہمی کا رنگ ہے
چشم نیم مست میں رازداری و رضا

یہ قمار زیست ہے اس میں ہار جیت ہے
یہ پریت ریت ہے دید پر کر اکتفا

مرد ہے تو کام کر ترک ساز و جام کر
خدمت عوام کر رکھ خدا پہ آسرا

کاغذی لباس میں روح معنوی بھی ہو
بے ریاض سعیؔ فن یا ہدر ہے یا ہَبا

عقل ذَوفنون بھی ہو عشق پُر فسوں بھی ہو
ہوش بھی جنوں بھی ہو فرض فن ہو تب ادا

دید و باز دید ہے کار و بار دلبری
شوق[1] خود نمائی تو حسن کا ہے لازمہ

نطق انگلیوں میں ہے چوب و تار میں نہیں
نَے کے پردے میں نہاں بکر نغمہ و نوا

ان کے رام کرنے کو جد و جہد چاہئے
لا ابالیانہ ہیں لولیان واہمہ

اسھروا عیونکم اضمروا بطونکم

۲

نیل آرزو کہاں بے مشقت و عنا

ساتگین غیر کو جان زھر کا قدح

شرط راہ عشق ھے ترک قلب و ناسرہ

اے ادیب دیدہ‌ور ترجمے سے کر حذر

یہ شجر ھے بے ثمر کچھ نہیں ھے فائدہ

ھے لغت حجاز کا ان کے واسطے دری

فارسی سے نا بلد ، ناشناس ریختہ

ناقدان فکر و فن پڑھ سکیں نہ جو متن

دیکھئے تو حسن ظن ، ھیں معلّم وریٰ

ایک شوخ سحر فن ، حور چہرہ گلبدن

اپنے آپ میں مگن ، اپنے آپ پر فدا

میں نے حال دل کہا حال کی زبان سے

روشنی کی بھیک دے، ھوں دیا بجھا ھوا

نا چشیدہ مست ھے آرزو پرست ھے

بس یہ نیست ھست ھے تو ھے جان مدعا

کی نگاہ دور سے ناز سے غرور سے

بات کر شعور سے ، کیا ھوا ھے باولا !

۱ نکو رو تاب مستوری ندارد چو در بندی سر از روزن بر آرد

جامی

۲ و اذا کانت النفوس کبارا تعبت فی مرادها الاجسام

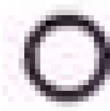
متنبی

تهون علینا فی المعالی نفوسنا و من نکح الحسناءَ لم یغلها المهر

بوفراس

Dream not that we can act as we desire
Yet avoid payment of the price in pain.

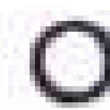
— *Sophocles*



محبت ! وقت کی بربادی

Amor, tiempo perdido

— *Molinari*



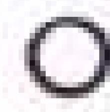
ہر اک شے کو کہنے دو ! انھوں نے محبت کی

Tout dise : "ILs ont aime!"

— *Lamartine*



راکھ سے آگ ڈھکی ہو تو وہ کیا آگ نہیں ؟
کیا مجھے خواب سے محبت تھی ؟



mAiai-je un reve?

— *Mallarme*



دل ازل تشنۂ محبت ہے

L'Homme a toujours besoin de caresse et d' amour

— *Alfred De Vigny*



در گلِ زده ام میخِ طویله نه بدل

تنگنائے خیال میں اکثر

وقع حافر علی حافر

ذوق رطل گراں بجا لیکن

جو بڑھے اعتدال سے کافر

فرق ہے نصرت و مسرت میں

بوالہوس جس کے فہم سے قاصر

کعبۂ دل کا کر طواف کبھی

مشہد جاں کا بن کبھی زائر

کبھی شط عمیق عشق میں تیر

کبھی پہنائے ھو کا بن طائر!

کوھکن مستمند و سنگ تراش

مست و آوارہ قیس بن عامر

ان سے لڑنا جہاد اکبر ہے

کسی قدر بطن و فرج ہیں قاہر

ہے یہ آویزش صلیب و ہلال

جا خدا تیرا حافظ و ناصر

کرسکے تو روانہ بجلی کو؟
آکے تجھ سے کہے کہ میں حاضر!
ہے وہی محرم سرائر فن
جس کا دل شاکر و زبان ذاکر
ہر شجر بارور نہیں ہوتا
یاد رکھ رُبَّ کادحٍ خاسر
کریں برباد جان و دل کا سکون
تنگ پوشان کاعب و مُعصر
جسم کی جان مطمئن دل ہے
جانتے ہیں پیمبر و شاعر!

۱ الشعر جادة و ربما وقع حافر علی حافر
متنبی بہ امام حلبی — خزانۃالادب

○

پیپی روس *

بہار . . . .
عرصہ ہوا . . . . . .
عنیزہ . . . .

* Papyrus

عمر محدود ، شوق لا محدود
کیا کریں زندگی میں کیا نہ کریں
تو ھے نا درد مند عشق و جنوں
تجھ سے راز حبیب کیسے کہیں؟
چہرہ جیسے نوید یوم وصال
زلفیں جیسے فراق کی راتیں
جوھی، چمپا ھے تو بکل، پارل
دودھیا جلد، سرمگیں آنکھیں
ایسی چاھت سے ہم تو درگذرے
کون سمجھے یہ رمز کی باتیں
کون چادر میں باندھے پانی کو؟
کون پکڑے ھوا کو مٹھی میں؟
ھوشیاروں کو وہ پھنساتا ھے
ان کی چالاکیوں کے پھندے میں
آئیں جائیں طرح طرح کے خیال
تیرے گیسو ھوا میں لہرائیں!
ھجر کی رات بانجھ ھو جائے
اور دیکھے نہ صبح کی پلکیں!

ہے سر آنکھوں پہ آپ کا فرمان
لٰکن المنّ یبطل الاحسان
یہ جھمکڑا یہ چاند سا مکھڑا!
دیکھ کر کیوں خطا نہ ہوں اوسان؟
برگ زیتون کی طرح کانپے
اس کے ہونٹوں پہ لفظ بے ایمان
میں تھی نازک مثال ریشۂ نَے
وہ تھا دیودار جنّت لبنان
بیل بن کر چمٹ گئی اس سے
بھولی بھالی تھی سادہ لوح انجان
چال جیسے کہ راج ھنس چلے
لب گلرنگ پر فدا مرجان
اپنے ھی حسن کے نشے سے مست
ناعس الطرف ، فاترالاجفان
غیرت لعبتان چین و چگل
میزباں ھے کبھی ، کبھی مہمان
آہ یہ رنگ روپ باس سباس
کوئی ایسے سے کیا کرے گزران

پاس کچھ ہو بزرگی خُردی کا
کچھ تو اچھے برے کی ہو پہچان

رَہ میں مجھ کو کرو چپر غٹّو
تم ہو شیطان میں جوان جہان

پھوٹے دیدوں بھی تم نہیں بھاتے
کوئی اوچھے کا نوج لے احسان

چل چخے دور ہو نگوڑے نکل
شامتی نامراد بے اوسان!

کام آرام ہے، مسرت ہے
مغز بے کار، تکیۂ شیطان!

بے کہے[1] تجھ پہ آشکار ہے سب
ہے مری خامشی خطاب و بیان

صاف کہتی ہیں دھڑکنیں دل کی
الحیاۃ دقائق و ثوان

دَر مع الدہر کیفما دارا
بے خبر روح عصر کو پہچان

عقل[2]، عرش بریں سے بڑھ کر ہے
خام ہے عقل کے بغیر ایمان

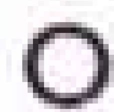
زانیہ جان کا شکار کرے
قب شہوت بہ تکمۂ پستان
جفت فرخندگی و میمونی
گل امّید و بادۂ نسیان
آبخورے عصیر ناب کے ہیں
یہ کچیں کام دیو کا استھان
ہے نوائے ستار و الغوزہ
حق حق طائران خوش الحان
جہل ہے کسب علم لاینفع
یاد رکھ اے جوان پر ارمان!
وہ نہیں آشنائے نوم و نعاس
صاحب فن ہے حی بن یقظان
غیر ذی زرع شعر کی وادی
ہجر اوطان، فرقت اخوان!

---

۱ وفی النفس حاجات وفیک فطانۃ سکوتی بیان عندھا و خطاب
متنبی

۲ انالملائکۃ قالت یا ربنا ہل خلقت شیاً اعظم منالعرش قال نعمالعقل
رسول صلعم

اکل ارس سے اوتری بدھنا دینہی بانٹ کبیر



ہے کوچۂ پر عابر، معمورۂ خیر و شر
ہر شب ہے دل عارف ترساں تروخاشع تر

گجر دم مل کے گائیں جب ستارے
مری فریاد کی آواز سن لے!
صفائے خاطر دل درد سے ہے
خدا سے ڈر کنارہ کر بدی سے
سیہ داروئے زہر آگین اندوہ
رگ جاں میں رواں ہے خوں کے بدلے
ہے وہ صوفی جو ہو وجدانی الذات
زبان حال ہے افصح زباں سے
مجسم آسمانی شعر لیکن
متاع عشق و جنس حسن بیچے!

○

نشے فرعون کی منظور نظر میراپی
بنت رع سے بھی حسیں، ماہ بنی اسرائیل
اے مقیمان نشاپور، کہاں ہے خیام
کیوں رصد گاہ میں روشن نہیں جام و قندیل؟
چادر کحلئ شب — پیرہن غالیہ گوں
بجھ گئی صرصر آلام سے شمع تخیئل!

۴۷

حدیث خواب و ذکر مہر تاباں
میں لکھتا ہوں حکایات نگاراں

نسیم سرد و حزن آلود پائیز
پیام صبح جاں بخش بہاراں

شکایت کار ننگین فصاحت
کرے مینا گلو میں گریہ پنہاں

وہ مشعلچی کہاں علم و ہنر کے
جو خون دل سے کرتے ہیں چراغاں؟

وہ بالا قد و دست وصل کوتاہ
سمٹتی ہے بپھر کے موج طوفاں

خراشیں[1] ناخنوں کی چھاتیوں پر
لب[2] و رخسار پر آثار دنداں

علی قدر المصیبۃ ینزل الصبر
مشیّت کی یہ ہے اک رمز پنہاں

فغاں: لیت[3] امّی لم تلدنی
ہے آواز خشوع و علم و عرفاں!

1 Thy body, fatigued with the weight of thy breasts, carries the fine marks of nails and blue stains of the kiss.

Pierre Louys

۲ تیریاں گلہاں تے دنداں دے داغ دسّن

اج سیدھیاں ٹھاکراں چیلیاں نیں

وارث شاہ

۲ لیت امی لم تلدنی لیتنی کنت صبیا

لیتنی کنت حشیشاً اکلتنی البہم نیا

علی رضہ

الا لیت امی لم تلدنی سویۃ   وکنت تراباً بین ایدی القوابل

خنساؑ

○

زندگی نیند ، محبت سپنا

○

عورت آدھا میوہ آدھا پھول ہے

○

لب میگوں دلیل عذر مستی

رخ روشن جواز بت پرستی

سدا آباد بھی برباد بھی ہے

یہ دل خانہ بدوشوں کی ہے بستی

قیامت ہے کہ بازار جہاں میں

ہوس مہنگی متاع درد سستی !

○

شاعری تہذیب و تنقیح و شعور و فکر ہے

ارتجال و آمد و آورد ہے کہنے کی بات

○

وہی ہے حسن کھنچے جس کی سمت مقناطیس

جو آنکھ پڑتے ہی فوراً نظر میں کھب جائے!

یہ قماش ہوس کے سوداگر
بندۂ جاہ و دشمن جوہر
روح ان کی بحیرۂ مردار
کوئی طائر نہ اڑ سکے جس پر
اور اڑے بھی تو آدھے رستے میں
گر پڑے ٹھر سے سن ہوں بال و پر!
تیرا میرا مقابلہ ہی کیا
آتش گرم و مشت خاکستر
نکل آوارگی کی وادی سے
اپنے کو جستہ جستہ پیدا کر
ہے بظاہر تو ایک جرم صغیر
تیرے اندر ہے عالم اکبر
دلنوازی میں دوحۂ آمال
بن مہابت میں بحر بے معبر
بطن ہر لحظہ خوابگاہ قرن
کل کی بابت کبھی گھمنڈ نہ کر
نخل زیتون و تاک انگوری
برگ گل، شاخ زر، شگوفۂ تر

کاسۂ شیر و قرص نان جویں

مرمر سینہ بالش و بستر[1]

شکر سے عزّ و جاہ و رزق بڑھے

اعتدال مزاج پیدا کر

صاحبان ورع کو ذل خمول

صیت و عز و قبول سے بہتر

غسل کرتی ہے رات کو نسریں

چشمۂ ماھتاب میں چھپ کر

ز پس پردۂ افق ، خورشید

آب شنگرف چھڑکے دنیا پر

نکلے لے بربط اپالو سے

دیگراں دیگرنند و من دیگر!

---

1 .... Let us both recall that night
When first upon my breast you lay your head.

Petronius

They rest their heads upon my breasts.

Pierre Louys

O

بے کم و کاست بیاں ہو کہ وضوح معنٰی

ہے پر اسرار ادب کے لئے پیغام فنا

Le sens trop pricis rature
Ta vagus Litterature

— *Mallarme*

پھول جھڑتے ہیں لبوں سے جیسے
بنگلہ دیس کی مینا بولے

خون[1] فرہاد صدا دیتا ہے
قصر شیریں میں کسے نیند آئے

حسن سرکش ہو نہ پابند وفا
موج زنجیر میں کیسے ٹھہرے؟

ثقل[2] ارداف کی شاکی ہے کمر
دم رفتار لچکتی جائے

حقهٔ[3] عاج و کشیب بلور
آنکھ بے چین ہو، جی للچائے

آب باراں[4] ہے کہ مے ہے کہ لعاب؟
منہ میں ٹھنڈک ہے جگر میں شعلے!

---

۱ نهفته بر لب شیریں اگر زنی انگشت
فسانه هائے غم کوهکن فرو ریزد

عرفی

۲ ومتنی لدنة سمقت و طالت روادفها تنوء بما ولینا
۳ وثدیا مثل حق العاج رخصا حصاناً من اکف اللامسینا

عمرو بن کلثوم

۴ أریقک ام ماء الغمامة ام خمر بفی برود ، وهو فی کبدی جمر

متنبی

مذاق شعر و نغمہ تو نے بخشا
سرا پا شکر ہوں بار خدایا !
کرے روشن شب رفتہ کی شمعیں
طنین مبہم زنگ شترہا
خیالوں کی تری آنکھوں میں چل پھر
مگر بوجھا نہ جائے یہ معمّا
سکوں ہے قرۃ العین تلاطم
گہر کی پرورش کرتا ہے دریا
ہے دانا آدمی ہی زور آور
بھروسا جہل کا مکڑی کا جالا
حسد بوسیدگی ہے ہڈّیوں کی
ہے جد و جہد آنکھوں کا اجالا
فصیلیں ان کی مٹّی کی فصیلیں
ہوئے دل جن کے چکنائی سے فربہ
شراب دیگر و مینائے دیگر
دل جدت طلب کا ہے تقاضا
سرود پاک مرغان سحر خواں
اٹھائے دل میں طوفان تمنّا

بڑے تیور ہیں اور بے ڈول آنکھیں
پکڑ لیتی ہیں نظریں چور دل کا
مزاج عشق ہے مشکل پسندی
وفائے عہد ہے ترک تمنّا

اگر معشوق کے دل میں نہ ہو چاہ[1]
نہیں کچھ فائدہ قرب مکاں کا
ہیں فریادی نظام سیم و زر کے
بطون غرثی و اکباد حرّی
شرابہا مشوبٌ بالصدید
عجب بزم طرب ہے بزم دنیا
بدت بدراً[2] ومالت غصن بانٍ
وہ رنگ و بو کا پیکر، برج فضّہ![3]
انا سکرانٌ[3] من غیر مدام
نشہ رگ رگ میں صہبائے سخن کا!

---

۱ علی ان قرب الدار لیس بنافع اذا کان من تہواہ لیس بذی ود
ابن الدمینہ

۲ بدت بدراً و مالت خوط بان وفاحت عنبراً و رنت غزالا
متنبی

۳ O splendeur de la chair ! — *Rimbau*

۳ کبرا ماتا نام کا مدمتوالا نانھہ نام پیالا جو پئے سو متوالا نانھہ
کبیر

سانپ کی چال چل نہ اے چنچل!
لوگ ہیں چالیے پکڑ لیں گے
بچ کے رہ نازش و میشخت سے
یہ تجھے خاک میں ملا دیں گے
سو گئیں سکھ کی ساری بانسریاں
مور پنکھ آنسوؤں میں غرق ہوئے
کہیں شیرین و تازہ و نو ہیں
نا شنیدہ ، شنیدہ نغموں سے
قدر نعمت فقط طلب تک ہے
دل تنوّع پسند ہے آوبے[1]
غم معشوق ہو الم نشرح
سرخی اشک و زردئی رخ سے
مست ہتھنی کی طرح مان بھری
جسم انگارے کی طرح دھکے
بقعۂ نور و صخرۂ مرمر
بَر میں آب حیات کے کوزے
مانگے تجھ سے امان شاہ پری
تیرے تیر نظر سے کون بچے ؟

۲
بانھ ساجن کے ھاتھ ھے میری
انگ جوڑوں نہ نین دوسرے سے
آرزو کا نگار خانہ ھے دل
مجھ کو وہ اپسری نہ سونے دے
جس کا مسکن سپت رشی منڈل
رات بھر میری میہمان رھے
اچھلے مینا سے بادۂ سر جوش
۳
بات ھونٹوں پہ آ کے کیسے رکے ؟
کوئی بتلاؤ ارتھ سینے کا
یار مجھ سے بچھڑ گیا مل کے
مرد عورت کا فطری دشمن ھے
اسے دیکھے تو شعلہ ساں بھڑکے
بور آیا ھو جس کی بیری میں
کوچہ گردوں کے پتھروں سے ڈرے
تار برقی کہو کہ لاسلکی
جی کو ھرگہ ملاپ ھے جی سے !

---

1 In novelty there is a charm
we covet what is not yet ours. — *Ovid*
Ars Amatoria

الانسان حریص علی ما منع

۲ سجن دے ھتھ بانھ اساڈی کیوں کر آکھاں چھڈ دے اڑیا
مادھو لال حسین

۳ منہ آئی بات نہ رہندی اے
بلھے شاہ

زندگی ، اے دل جفا کردار !
معبر درد و جادۂ پندار
آب انگور ہے نشاط انگیز
این دور الندیم بالادوار ؟

لے گئی دل اڑا کے پہلو سے
ذات دلِّ خریدۂ معطار
جیسے بھادوں میں ندیاں جل تھل
یونہی دل تیری چاہ سے سرشار
میری ہر گاہ بے کلی کے گواہ
آفتاب و ثوابت و سیّار
صبر کر صبر اے دل بیتاب !
انما الصبر شیمۂ الابرار
حسن سرکش کو رام کرتا ہے
بطل مغوار و فارسِ کرّار
زندگی زندگی نہیں بے مے
بن نہ ملّائے خشک و نا ہموار
کس نے دیکھا ہے چہرۂ مقصود
ہر مرقع ہے رقعۂ ادبار

عجب آشوب کا زمانہ ہے

عزت فن نہ حرمت اقدار

دل کے معبد کا نغمۂ ناقوس

۲

عمر کوتاہ ، فکر و فن بسیار

بن الہٰی نہ لاہی و ساہی

کیوں کرے کوئی تیرے دل کا شکار

علم و دانش ہو طیلسان و سلب

سخن و فلسفہ نثراد و تبار !

ذکر کر فی الغدّو و الآصال

شعر لکھ بالعشیّ و الابکار

۳

داستان لیانـڈر و ہیرو

نہیں عاشق کو تاب فرقت یار

سن مہینوال ! کوک سوہنی کی

کر گئی جان ، جانہار ، نثار

جذبۂ دل کی کبریائی دیکھ

مرج ہائل ہے جادۂ ہموار

ہے یہ آواز دانیال و چناب

عشق کے آگے سہل ہر دشوار

۲ پائراموس اور تھسبی کو

پل ہے دریا کا رخنۂ دیوار
عشق محتاط رہ نہیں سکتا
کرے لاچار خواہش دیدار
گوشۂ وصل قتل گاہ بنے
مشعل رہگذر ہو شمع مزار!

---

١ رمت الفؤاد مليحة عذراء
عنترہ

2 vita brevis, ars longa

3 By Sestos town, in Heros' tower,
On Heros' heart, Leander lies;
The signal torch has burned its hour
And splutters as it dies.
Beneath him in the nighted firth,
Between two Continents complain
The seas he swam from earth to earth
And he must swim again.

— *Houseman*

The love of my darling lies on the farther side,
And between us the river rolls,
And on a sandbank waits a crocodile.
I go down to the water, I face the stream,
My heart fails not amid its current,
And under my feet the waves are like firm land.
Her love it is that make me strong,
For me she is magic against the waters.

Egpytian Love Lyric

So Hero would Leander wait
And urge him on to swim the strait — *Ovid*

And what too of that youth whose soul was set alight
By love that knows not pity, to swim at blind midnight
Seas tossing with the tempest? Above, great Heaven's door
Thundered, and loud the breakers along that rocky shore
Howled answered; yet nought could hold him neither his parents' cry,
Nor that unhappy girl his death would doom to die.

— *Virgil*
Georgics (iii)

Ma Ellesponto, la've passo serse,
Ancora freno a tutti orgegli umani,
Piu odio da Leandro non sofferse,
Per mareggiare intra Sesto ed Abido,
Che quel da me, perch' allor non s'aperse.

— *Dante*
Purgatorio (xxviii)

Here it was once Leander crossed; here beats the swelling
Strait that brought a lover — and here he loved — to dust,
Here stands the ruined tower, that once was Hero's dwelling,
When of old she kindled the lamp that failed their trust.
Here, in one grave together, they lie — still crying in vain

Against the wind that grudged them to each other's arms again.

Antipater of Thessalonica

4 Next door to each other, in the brick-walled city
Biult by Semiramis, lived a boy and girl,
Pyramus, a most handsome fellow, Thisbe,
Loveliest of all those Eastern girls ...

— *Ovid*

Metamorphoses Book II

O

چہرہ الفاظ، معانی آنکھیں

فکان الالفاظ فیہ وجوہ والمعانی رکبن فیہ عیوناً

O

ناشی

اے عربدہ زن ، نگار پرفن

خوش باش و عش سالماً عزیزاً

O

یادوں پہ چلتا نہیں ہے زور چرخِ کبودی

پہلو سے جا کرگئی نہ دل سے وہ بنت جردی

یا لیلۃ الوصل و السعود باللہ عودی*

O

*ابن بہرودس

تمھارے سینے پہ لرزاں ہیں دو سپید پہاڑ

Los blancos montes que hap en tu pecho.

O *Garcia Lorca*

ہر فرد بشر ہے ایک حد تک

دیوانہ و عاشق و مغنّی

De musico, poeta y loco
todos tenemos un poco

یہ زلف پریشاں ، یہ خم کاکل پیچاں!
یاد آئیں قریطش کی مجھے بھول بھلیاں
اے عشق ترے ہاتھ میں جادو کا عصا ہے
چھو جائے جسے آن میں ہو ہائم و حیراں
مکفوف بصر تجھ کو سمجھتا ہے زمانہ
کیوپڈ کہیں ایروس کہیں فتنۂ دوراں
دیرینہ عداوت ہے تجھے عقل و خرد سے
ویرانے کو گلزار کرے باغ کو ویراں
ناوک نے ترے صید نہ چھوڑا کوئی ظالم
وینس بھی پریشاں ہے اڈونس بھی پریشاں
تو روشنک و لالہ رخ و نور جہاں ہے
بلقیس سلیمان و حبیب مہ کنعاں
تو روپ متی ، مارگرٹ ، ہیلن و عذرا
ہر صاحب دل تیرے تطاول سے ہے نالاں
نوشابہ و شیریں ہے تو نوشین و فریحہ
زرینہ و سلمٰی، دمن و ہیر سیالاں

تو شمسہ و شاھینہ ، گرا ناز و بثینہ
تو سارہ و صفورہ ہے سودابہ و ساگاں

آوارہ تری وجہ سے ہے حاتم طائی
نخچیر زبوں تیرا وہ بندہ ہو کہ سلطان

دکھلائے تو اقلیم عدم آرفیس کو
زخمی ہیں ترے زمزمہ سنجان و سخنداں

دیکھا کبھی تن جس کا نہ سورج نے برہنہ
وہ دختر دوشیزہ پھرے چاک گریباں

یہ سیب ذقن ، چاہ زنخداں، چہ غبغب
اکسیر شباب ، آب حیات ، آفت ایماں

وہ لوط کی بیوی ہو کہ یا نوح کا بیٹا
ہر شخص ادا کرتا ہے کفّارۂ عصیاں

سلطانۂ[2] قرطاجنہ ڈیڈو زن بیوہ
وہ سرو سہی سوختۂ آتش ھجراں

تیرائے[3] سمندر میں ہرے بید کی شاخیں
کہنا کہیں ملجائے تو حال دل ویراں

تو سائر آفاق تو سیّاح جہاں گرد !
ہے تجھ کو میسر ھمہ نعمت ھمہ ساماں

کرتی ہوں اکیلی در و دیوار سے باتیں
ہے شیش محل مجھ کو سیہ خانۂ زنداں
دنیا ہے پریخانہ چپ و راس پریزاد
استبرق و سندس میں ٹکے لعل بدخشاں
ہر شمع ہے پیراہن فانوس سے باہر
جادو ہے نگاہوں میں فدا ہونٹ پہ مرجاں
وہ زہرہ نگہ جن کو کہیں لولوئے مکنوں
وہ تنگ قبا چشم فلک ششدر و حیراں
نچلا نہ کبھی بیٹھ سکے جذبۂ تسخیر
جویائے خریدار ہے آرائش دکّاں
طغیانیٔ جذبات سے برپا ہے تلاطم
پیدا ہے سفینوں سے تبہ کاریٔ طوفاں
یہ آگ ہے برہا کی اسے کون بجھائے ؟
بے فائدہ کوشاں ہے تو اے قطرۂ باراں !
اس کو تو فرو کر نہ سکیں سات سمندر
یہ نار جہنم ہے، یہ ہے سوزش حرماں !
پڑھتی ہے صبا شام و سحر مرثیہ دل کا
کس غار میں روپوش ہے تو اے مہ تاباں ؟
ہے نجم سحر تار نظر برق وشوں کا
اے کوکب شب تجھ میں ہے رنگ رخ خوباں

کھول آنکھ کہیں کھوج لگا گمشدگاں کا
زرقائے یمامہ بن اے نیّر رخشاں !
ماضی کو کریں محو رہیں حال میں زندہ
کیا زود فراموش ہیں یارب ترے انسان !
آباد کریں دل میں طلسمات کی دنیا
برباد کریں حسن خدا داد نگاراں
بھولے سے کریں پھر نہ کبھی ذکر نشیمن
اوضاع و شمائل میں بشر، خبث میں شیطاں
مردان مہم جو کو ہوس تازہ و نو کی
یاد آئیں نہ ان کو دل زندہ کے شبستاں
بھونرے کی طرح گھونٹ بھریں غنچہ و گل کے
ہر لمحہ گریزاں ہیں یہ ہے خصلت مرداں
اپنے کو سمجھتے ہیں یہ بزدل یل اعظم
صیاد ہیں کرتے ہیں شکار دل نسواں
ان چار عناصر سے خمیر ان کا اٹھا ہے
مکّاری و غداری و چالاکی و نسیاں
اے شیر نیستان فتوحات مبارک
کر یاد کبھی ماضیٔ مرحوم کے پیماں
ہے اشک فروزاں ہی تو اک شاہد صادق
پوچھ اس سے نشان جگر سوختہ ساماں

کرتی ہے دعا رب سے سدا پیٹ کی ماری
اے دشمن جاں تو رہے ہر دم خوش و خنداں !

ب

یہ بقعہ تو رستے میں ٹھہرنے کا مکاں ہے
اس سفرۂ عالم پہ سمجھ اپنے کو مہماں

راہوں میں ہے پھسلن چلو آرام و سکوں سے
آنکھوں میں حیا ہو تو سلامت رہے ایماں

بچ کر رہو عورت کے فریبوں سے عزیزو
یہ پردے ہی پردے میں ٹھگیں نقل ندیماں

جب چاہیں بنیں آستر و روت و یہودتھ
شمشیر برھنہ ہیں ، کبھی دشنۂ پنہاں

کچھ نیل مرام ان کے نہیں لطف و کرم سے
بخشش زناں ــ چاک قمیص و در زنداں

سب سخط و رضا ان کی معلّق ہے بدن سے
ہوتے ہیں کلام ان کے دروغ اے دل ناداں !

رکھو تہ دریا بھی جو صندوق میں ان کو
عفریت ہو غافل تو نکالیں دلی ارماں

ارمان ہے بس ایک تماشا و تفرّج

انداز تبرّج کبھی رہتے نہیں پنہاں

انّانہ[6] و منّانہ[7] و حنّانہ[8] — تپ دل

حدّاقہ[9] و برّاقہ[10] و شدّاقہ[11] — غم جاں

تہمت کے مواضع سے رہو دور ہمیشہ

حاصل نہیں کچھ حرص سے جز حسرت و حرماں

جن کو غم بہزاد کہیں آفت آزر

وہ آدمی پیکر صفت صورت یزداں

نقّاش کہاں ہے زر محلول ترے پاس

قوس قزحِ خوں ، شفق خاک شہیداں

کھینچے گا تو تصویر کس اسلوب و ہنر سے

یکجا نہ ہوں صبح وطن و شام غریباں

آسودگیٔ شبنم و بیتابیٔ شعلہ

خوشبوئے عروساں ، تپش اشک یتیماں

لے کحل دجیٰ فجر سے ، خورشید سے غازہ

گلزار سے عطر ، انجم پرتاب سے افشاں

مسکینی و دل سوختگی مانگ زمیں سے

ہو سوز درون شمع کا ، سرشاریٔ مستاں

ہیں خواب کہ جگنو کوئی پکڑے انہیں کیسے
بیٹھا ہے قلمکار سراسیمہ و حیراں

ممکن نہیں مشہود کریں نا مرئی کو
کاغذ پہ اترتا ہی نہیں چہرۂ جاناں

تخلیق ہے دیوانگی و ضبط و توازن
اظہار و خفا، ہوش و جنوں، نالہ و الحاں

۱۲

پھوٹے شب دیجور کی درزوں سے سویرا
ہو نامہ برِ موسم گل باد زمستاں

کر پہلے غم دہر کو حل دل کے لہو میں
قرطاس و قلم پیچھے پکڑ ہاتھ میں ناداں

فن معجز و معجب ہو سخن رایق و رائع
ہو مطعمِ جایع ہنر و مشرب عطشاں

ہر گنج گہر ہے ہدف تیر مطامع
کیوں لومتہ لائم سے دل آزردہ ہو انساں

تجھ سا کوئی شاداب ہے نے سوختہ ہم سا
چھانے ہیں بہت ہم نے گلستان و بیاباں

۱۳

ہیں ناگنیں ڈس کر جو الٹ جاتی ہیں فوراً
یہ جعد معنبر — ورق سنبل و ریحاں

ہم تجھ پہ کریں گے نہ سوالات کی بوچھاڑ
اے خضر دکھا ہم کو بھی سرچشمۂ حیواں

ملتے نہیں ثعبان مبین و ید بیضا
تا جوہر قابل نہ بنے موسیٔ عمراں

مہمیز کی حاجت نہیں بھرتا ہے طرارے
شبدیز سبک گام ہے یا عمر شتاباں

خمیازہ کش نالۂ شبگیر ہیں ہم لوگ
آواز کسے دیتا ہے اے مرغ سحر خواں؟

دشوار ہے اقدار کی ہر نشأۃ تازہ
تقلید کا جینا ہو کہ مرنا بہت آساں

در پردہ ہر اک شخص پرستار بتاں ہے
زندیق ہو ترسا ہو کہ یا گبر و مسلماں

اصنام خیالی سے سروکار ہے ان کو
ہیں سنگ در یار پہ سب ناصیہ کوباں

جینے کے تقاضوں سے الگ فن کے تقاضے
ویرانے میں جلتا ہے چراغ دل رہباں

۱۲
فنکار کا مقسوم سیہ گوشۂ تجرید
دن رات رہے ہرزہ نورد رہ خذلاں

اس کو سر و سامان فراغت کی ضرورت؟
اچھا ہے مصائب سے رہے دست و گریباں

هاں کر دو اسے زمرۂ اشراف سے خارج
رهنے دو اسے ماتمیٔ ساغر و سنداں
دروازے ترقی کے هیں جتنے کرو تیغا ١
هر چیز گراں درد و الم هو فقط ارزاں
اک خندۂ بے رحم صله خون جگر کا
بیداریٔ پیہم کی جزا نفرت و بہتاں
مستفسر حالات زمانے میں هے عنقا
احوال دل زار کا کوئی نہیں پرساں
یه کیسے معانی هیں که مستغنیٔ الفاظ
یه کیسے مضامیں هیں کوئی نام نه عنواں
یه باد زرفشاں تبع فصل خزاں هے
هے ابر درخشاں سپه فصل بہاراں
حوران جناں کلبۂ تاریک میں اتریں
پریاں جبل قاف کی هوں مروحه جنباں
هیر آکے کرے وارث سرمست سے باتیں
بلقیس سنے نغمۂ نغمات سلیماں
١٥
فنکار نه هوں عهده برآ کار جہاں سے
قسّام ازل نے انہیں بخشے نَے و دستاں
لاوے کی طرح خون مچلتا هے رگوں میں
جسم آتش تخلیق سے هے سرو چراغاں

ہے طوق اسارت ہی تو تمغائے عزیزی

یوں شمس و قمر ہونے نہیں ساجد انساں

دریوزہ گری سے تو رسالت نہیں ملتی

رہ بارہ برس تک کسی مدین میں حدی خواں

چھاگل مے آدم کی لٹکتی ہو گلے میں

ہو دست توانا میں عصا لائق چوپاں

ہے عشق مجازی ہی شجر کار حقیقی

ہے سوز و گداز اوّل و آخر کفو جاں

زندہ ہے وہی دل جو محبت سے ہو معمور

جس میں رہے اشراق و تجلی سے چراغاں

ہر شخص شناسندۂ اسرار نہیں ہے

پتّھر کے یہ ٹکڑے ہیں کہ لعل و در و مرجاں

بینائے رقومات ہنر کون جہاں میں؟

فرق سرہ و قلب نہیں دام ہیں یکساں

کم ظرف و تنک حوصلہ شایاں نہیں غم کے

یہ نعمت نایاب ہے خوش تحفۂ یزداں!

---

1 ... And the hybrid monster-offspring
Reveald his queens' adultery, and Minos
Contrived to hide this specimen in a maze,
A labyrinth built by Daedalus, an artist
Famous in building, who could set in stone

Confusion and conflict, and deceive the eye
With devious aisles and passages. As Maeander
Plays in the Phrygian fields, a doubtful river,
Flowing and looping back and sends its waters
Either to source or sea, so Daedalus
Made those innumerable windings wander,
And hardly found his own way out again,
Through the deceptive twistings of that prison.
Here Minos shut the Minotaur, and fed him
Twice, each nine years, on tribute claimed from Athens,
Blood of that city's youth. But the third tribute
Ended the rite forever. Ariadne
For Theseus' sake, supplied the clue, the thread
Of gold, to unwind the maze which no one ever
Had entered and left, and Theseus took her with him
Spreading his sails for Dia, and there he left her,
Fine thanks for her devotion ......

— *Ovid*
Metamorphoses
Book VIII Nisus & Scylla

2 The rising city, which from far you see,
Is Carthage, and a Tyrian Colony.
Phoenician Dido rules the growing state;
Who fled from Tyre, to shun her brothers' hate.

....

She walks majestic, and she looks their queen.
Latona sees her shine above the rest,
And feeds with secret joy her silent breast.
Such Dido was; with such becoming state
Amidst the crowd, she walks serenly great.

....

My wealth, my city, and myself, are yours.

....

The dead is to the living love resigned;
And all Aeneas enters in her mind.

— *Virgil*
The Aeneid *Book I*

3 .... In such a night
Stood Dido with a willow in her hand
Upon the wild sea banks, and waft her love
To come again to Carthage ....

— *Shakespeare*
Merchant of Venice VI

۴ لا تأمنن الى النساء   ولا تثق بعهودهن
فرضاؤهن و سخطهن   معلق بفر و جهن
يبـــدين ودا كاذبا   والغدر حشو ثيا بهن
بحديث يوسف فاعتبر   متحذرا من كيد هن
أو ما ترى ابليس   أخرج آدما من أجلهن

الف ليلہ و ليلہ

5. Were beauty under twenty locks kept fast,
Yet love breaks through and picks them all at last.

Shakespeare: Venus and Adonis

٦ التی نکثرالانین والتشکی وتعصب رأسها کل ساعة ـــ الممراضة والمتمارضة

احیاء العلوم

زنے ست کہ پیشتر شوہرے دیگر داشتہ باشد کہ بزعم او بہتر ازیں شوہر باشد و پیوستہ از حال ایں شوہر شکایت و نالہ کند

اخلاق جلالی

۷ التی تمن علی زوجها فتقول فعلت لأجلک کذا و کذا

احیاء العلوم

زنے ست کہ بیشتر متمولہ باشد و بمال بر شوہر منت نہد   اخلاق جلالی

۸ التی تحن الی زوج آخر او ولدھا من زوج آخر
احیاء العلوم

زنی ست که اورا فرزندان از شوہر دیگر باشند و بمال این شوہر.
بر ایشان مہربانی کنند
اخلاق جلالی

۹ التی ترمی الی کل شیء بحد قتہا فتشتہیه و تکلف الزوج شراءه

۱۰ تحتمل معنیئین احدھما ان تکون طول النہار فی تصقیل وجھہا
و تزیینه لیکون وجھہا بریق محصل بالصنع و الثانی ان تغضب
علی الطعام فلا تأکل الا وحدھا وتستقل نصیبہا من کل شیء

۱۱ المتشدقة الکثیرة الکلام و منه قوله علیه السلام ان اللہ یبغض
الثرثارین المتشدقین

12 A great work of art is like a dream;
for all its apparent obviousness it does
not explain itself and is never
unequivocal.
.... — *Jung*

Art' only art when close concealed,
It blusles if to light revealed.

Ovid

۱۳ دیکھ مرت جب شیاما پیٹھ دکھائے منوھو ناگن ڈس کے الٹ جائے
بہاری لال

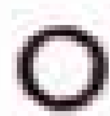
14 A great man is like an eagle; the
higher he rises, the less visible
he becomes, and he is punished for his
greatness by loneliness of heart.
.... *Stendhal*

Le Poete est semblable au prince des nuees
Qui hante la tempete et se rit de l'archer;
Exile sur le sol au milieu des huees,
Ses ailes de geant l'empechent de marcher.

— Baudelaire
L' Albatros

15 Any great poet gifted with lively imagination is a shy person, that is to say, he is afraid of men, because they may break upon his delightful reveries and disturb them. He fears for his Attention. Yet, men walk in, with their gross concerns, tear him from the garden of the Hesperides and thrust him into their evil smelling slough; they can hardly make him listen at all unless they irritate him. It's because he has this way of continually nourishing his soul with such moving dreams because he loathes everything vulgar, that the great artist lies so near the heart of love. The greater the artist, the more he must long for honours and titles as rampart.

— Stendhal



میری آنکھوں میں سماجا ، پیارے
ڈھانپ لوں تاکہ تجھے پلکوں سے
میں کسی اور کو دیکھوں ، نہ تجھے دیکھنے دوں

آجا پیارے نین میں ، پلک ڈھانپ توئے لوں
نامیں دیکھوں اور کو ، نا تو کوں دیکھن دوں

۱

اے باد صبا چھیڑ انہیں آہستہ
پیچیدہ ہیں اس کاکل شبگوں کے شکن
اے موم کی گڑیا کہیں آجائے نہ آنچ
پتھریلی زمیں، تیز ہے سورج کی کرن
درشن کا جھروکہ ہے ہر اک بالکنی
ہر بام جلو خانۂ حسن پُر فن
کھلتے ہیں سمندر پہ طلسمی غرفے
ہیں رنگ محل لالہ رخوں کے مسکن
وہ صبح بنارس ہو کہ یا شام اودھ
ہے تیری کنیز اے زن شیر افگن!
پوشاک میں خوشبوئے گلاب تازہ
اے زہرہ نگہ تو ہے سراپا مدھ بن
چھب رتی کی، سرسوتی کا مکھڑا
عاجز تری تصویر سے سب آزر فن
ہم شاہ جہاں تاج محل کے معمار
ہم صاحب عالم کریں گلگشت چمن
جیسے بنوکدنضر امیتس کے لئے
مینارۂ بابل پہ اگائے گلشن

ہے مد نظر ہم کو رعایا کی فلاح
کیوں ہم سے خفا ہوتے ہیں یاران وطن

پابند ورع خود کو سمجھتے ہیں مگر
ہر دخت برھمن کو کہیں در عدن

باوا کو نظر بند کریں بھائی کو قتل
یلغار سے پامال کریں ملک دکن

بیچین رکھے ہوس جہانگیری کی
تسبیح کف دست میں ہونٹوں پہ 'بزن'

بس دیکھ چکے رونق تخت طاؤس
رہئے کوئی دن نقش گر بیت حزن

ہے نان جویں کافی گزارے کے لئے
مردار ہے دنیا ــ شجر رنج و محن

مصحف کی کتابت سے کمائیں روزی
تہذیب ملوکیت کا پیراھن

اب تک بالاحصار، گولندازو!
حیرت ہے کہ تو پوں سے ہے کیونکر ایمن

یہ عین جہاد ہے نہیں جنگ و جدال
تیغا نہ کریں کیا در الحاد و فتن؟

ناکام ہیں اب تک کیوں اہل اسلام
یا حضرت! یک گوشۂ چشمے برمن!

راجورے کا مرید ابوالحسن تانا شاہ

کوئی جسے راجن کہے کوئی ساجن
وہ صاحب دل بادشہ استغنا

آزاد منش مرد قلندر، پر فن
اوقات میں جس کے کبھی آئے نہ خلل

رکھیں اسے ہم چودہ برس رھن رسن
کچھ انس نہیں تخت کو ذی القربٰی سے

جذبات سے عاری ہیں قشون و تومن
وارستہ مزاجی کی سزا پاتا ہے

خوشحال خٹک سرحدی شہباز سخن
دو باز بہادر کو نوید بن باس

اے روپ متی تو بھی نبھا اپنا وچن
آزادیٔ اظہار و بیاں سلب کرو

بیباک نگاہی ہے سزاوار کفن
اچھا ہے رعیّت ہے اگر فاقہ مست

ہم سونگھ رہے ہیں خوشبوئے نسترون
تعلیم و معیشت کا کرو ہم سے نہ ذکر

ہے باعث ناسازیٔ خاطر یہ سخن
ہم سہج وچار سے ہر اک کام کریں

دھیرج سے رسان سے جما کر آسن

کچھ ہم کو نہیں حاجت ادراک و شعور
رہنے دو ہمیں اپنے مشاغل میں مگن
لیتے ہیں شہنشاہی کا دنیا سے خراج
یہ شاہی خزانہ ہے نہیں غیر کا دھن
ہم جب بھی جہاں چاہیں کریں صرف اسے
سمجھا ہے ہمیں باد فروشان چمن ؟
ہر بھاٹ کا موتیوں سے منہ بھرتے ہیں
لکھ لکھ کے قصیدے لائیں اہل سخن
ہم نے نہ سنا : لا کسریٰ بعدالیوم
ہاتھوں میں پہنتے ہیں سہنرے کنگن
ہر خطّہ و ہر نسل کی مٹیاروں سے
اندر کا اکھاڑا بنے قصر سوسن
ناھید رخان قاف و گرجستان
نسرین نوش آھو چشمان ارمن
حاصل ہوئی غیب سے چت چاہی بات
جوبن میں ہے اٹھتی ہوئی کونپل کی پھبن
ریشم کی طرح نرم ملائم کاکل
زنجیر طلائی ہے کہ یا سانپ کا پھن
کیونکر نہ ہو رم خوردۂ ابن آدم
ہے چشم سیہ آھوئے صحرائے ختن

قلعے میں بپا ہوتے ہیں مینا بازار
ملتی ہے دوکانوں پہ ہراک جنس حَسَن
ہم بن کے خریدار مٹر گشت کریں
ہم پر نہیں اخلاق کی کوئی قدغن
پھرتے ہیں چھبیلے صنم اہلے گہلے
بیٹھے ہیں پریزاد سنور کر، بن ٹھن
چشمک ہے برابر کی قد و گیسو میں
سرو و گل و لالہ میں ہے مخفی ان بن
گھومیں کھلے سر پردہ نشینان حرم
دیکھا ہے تمہیں بعد زمانے کے بہن
رہ باٹ میں ہو بھینٹ ملاقات اگر
کیوں مہرنسا سے ہوں نہ سرگرم سخن
ملبوس سیہ میں حسن نسوانی
جیسے شب دیجور میں ماہ روشن
چھپتے نہیں نیناں پٹ گھونگھٹ کی اوٹ
رت راج سماں دھرے پد من موہن
یہ زلف ہے یا نافۂ ادمن کا ہے ڈھیر
یہ جسم ہے یا نور سحر کا خرمن
رو بجلی کی رگ رگ میں دوڑے گی
اٹھّے گی نگاہوں سے مژہ کی چلمن

ٹوٹے ہوئے شیشے میں ہے تلوار کی کاٹ

جاناں ! دل ارباب وفا را مشکن

اطراف و جوانب میں منادی کردو

دربار حکومت کا ہے جو بھی دشمن

خارج ہے جماعت اسلامی سے

نا عاقبت اندیش ، پرستار وثن

از روئے شریعت ہر بدعت ہے گناہ

لازم ہے تمہیں پاس روایات کہن

فنکاری و شعر و سخن و رقص و سرود

وسواس ہیں خنّاس کے ، ربو و ریمن

مطلق نہیں منظور ہمیں لہو و لعب

اے حافظ شیراز نہ کر فکر سخن

اے ربّ دو عالم! یہ دعا ہے تجھ سے

رکھ فتنۂ ابلیس سے ہم کو ایمن

یہ ملک سلامت رہے یہ تاج و تخت

ہم سے نہ چھنے یہ وادیٔ گنگ وجمن

ہم شرک و شراکت کے روا دار نہیں

واصل بہ جہنم ہو ہمارا دشمن

ہم سے جو خلاف ہو اسے کردیں فنا

چاہے وہ ابوالفضل سا ہو صاحب فن

کچھ گبر و مسلماں میں نہیں فرق ہمیں
جو مانے مقرّب ہے جسے چاہیں رتن
اے نام تو ڑ ژو کر ستو کہ کر
سبحانک لا شریک یا ہو فوراً
ہم چاہیں تو دین اپنا ایجاد کریں
ہم ظلّ الٰہی ، ہم مختار زمن
ماتھے پہ لگائیں قشقہ ، باندھیں زنّار
کرتے ہیں تلادان سے پرجا پالن
سجدہ کریں سورج کو ، چراغاں شب بھر
ہے روشنی یزداں ، ظلمت اہر یمن
ہر دختر مغلیّہ رہے غیر نکاح
سونے کے قفس — لعل و گہر کے مدفن
پہلو میں نہیں ہے نفسِ امّارہ
تڑپاتا نہیں ان کو تو ابر بہمن ؟
ہم کلمہ گو ، ہم ظلّ سبحانی
تھا واد بنات جاہلیت کا چلن
جو فرق مراتب نہ کرے وہ زندیق
ہر کلب عقور ہے سزاوار رسن
لب تشنۂ شربت وصل و دیدار
ہیں شاہ سوار چغتائی لیکن

در کار زن تازہ بہر فصل بہار

پنجاب کی مٹیار ، دکن کی گھاٹن

تخصیص کوئی غیر و یگانہ کی نہیں

رجپوت کی کنیا ہے دمکتا کندن

پنڈے کے کساؤ کے خریدار ہیں ہم

سینے کے تناؤ پر لٹا دیتے ہیں دھن

پرمیس و فدیما ہو کہ ارتس تو نہ

دارا گستاشپ کی طرح پرچے نہ من

آتی ہے دسبینا بے قید لباس

دربار تمرلنگ میں چھن چھن چھن چھن

چنگیز کا وارث ہے یہ مغل اعظم

دے جام شراب قوی و مرد افگن

اے بانوئے بایزید اے ماہ مبیں !

یاد آتے تو ہونگے باسفورس کے چمن

آغاز کباب و گزک و بوس و کنار

انجام دل آشوبی و اندوہ و شجن

۲

تفسیر: منے منے نقیل و فرسین :

ہے میکدہ ہر بیلشضر کا مدفن

سب ایک ہیں کیا نیک و بد و پست و بلند

ہر جنس کا بازار جہاں میں ہے چلن

کل حزبٍ بما لدیهم فرحون
اپنے کو سمجھتا ہے ہر اک کامل فن[1]
اے گوشہ نشینان خرابات الست
ہے روح طرب: لا تفرح لا تحزن!
سبحانک ما خلقت ھذا باطل
ہر شے ہے موجہ بہ وجوہ احسن!

---

1 فاروق اعظم

2 توراۃ: دانی ایل ۵ : ۲۵

O

کسی نے جوبن کا آج شاید کنواں چلایا

نین شوخ ہوئے رنگ چمک آیا کوئی جو بنیں دا کھوہ گیڑیائی
وارث شاہ

O

تیری ھک سے کسی نے ھک جوڑی
آم تیرے کسی نے چوس لئے

کسے ھک تیری نال ھک جوڑی.....
کسے انب تیرے اج چوپ لئے.....

وارث شاہ

O

ہونٹوں کی سرخی کس نے چرالی؟

O

تیرے پھول گلاب لال ہوئے
کسی نے راہ میں گھیر کے چوم لئے

تیرے پھل گلاب دے لال ہوئے کسے گھیر کے راہ وچ چم لئے
وارث شاہ

O

اے براق انتظار ہے کس کا ؟
نیم شب اور قبّۃ الصخرہ !
دیکھ وہ باغ جیشمانی میں
کوئی مجمع میں یکّہ و تنہا
میری راہوں کی روشنی ، امید
میری[1] پلکوں پہ موت کا سایہ
کی ہے دشت وفا کی سیّاحی
اک کف دست لق و دق صحرا
صبح کی گھاس ، نیند کی جھپکی
شب خنداں ہے یا گلِ رویا
سیر ہونے[2] کبھی نہیں دیکھے
طالب علم و طالب دنیا
کس نے بخشی ہے قلب کو دانش
رنجہائے شگرف و جاں فرسا ؟
آرزو ساز[3] و آرزو سوزے ۔
وہی زخمی کرے وہی چنگا

بن وفاداری و محبت میں
قلعۂ استوار سرتاپا
بال بکھرے ، لباس بے ترتیب
مسکراہٹ نشیلی ، معنی زا
حرم پاک عشق ، کلبۂ درد
گلکدۂ دل کبھی ، کبھی صحرا
شوق ہے شہد ، دودھ ، مکّھن کا
کون افعی کا زہر چوسے گا ؟
اسے دیکھا تو یوں لگا جیسے
بن گہے چاند نے دیا مکھڑا
ہر نظر باز صید شہوت ہے
ہے یہ سنسار موہ کی رچنا
چاٹ بچپن کی کس طرح چھوٹے
جاپ میں استری سے بھوگ کیا
همه رکباً تہیم فی الفلوات
همه جویندگان آب بقا
کیسے ہوتی ہے روشنی تقسیم
اور یخ کس کے بطن سے نکلا ؟
مجھے کنگال کر نہ دولت مند
راستہ اعتدال کا دکھلا

الفتی لب ھیں دل مگر بد خواہ
نفرتی بوالہوس سگ دنیا
نوشخند صباح و گریۂ شب
عشق خوباں ھے اختلال قوا
آتش سرخگونۂ مغرب
دل میں بھڑکائے شوق کا شعلہ
دل ناداں کو خواب و خواھش نے
خیل زنبور کی طرح گھیرا
کس لئے چہرے پر سیاہ نقاب
خود ترا جلوہ ھے نقاب ترا
عفو اے مالک قلوب و رقاب !
ھے زمان شباب و عہد صبا
حسن ھے آپ اپنی آرائش
بے نیاز کرامت غازہ

۲

سرد و بے حس ھے مثل مرمر کے
دل کا ملتا نہیں ھے دروازہ
اس کی پوشاک عزت و حرمت
کاھلی کی غذا نہیں کھاتا
سخت چکی کا جیسے نچلا پاٹ
نرم جیسے کہ موم کی گڑیا

خاک بستر ہے چرخ بالا پوش
چاند مشعل ہے، پاسباں تارا
باغ شاداب چہرۂ خنداں،
حرف شیریں ہے شہد کا چھتّہ
وہ ہواہائے معتدل نیکو
جوئے سرمست و سبزۂ زیبا
چین و ماچین و تبت و کشمیر
حکم چلتا ہے ہر جگہ تیرا
دل کو کر منقطع علائق سے
وصل ہے ترک ارتکاب ہویٰ
حُفّت النّار بالشہوات
بالمکارہ حُفّت الجنّہ[5]
لیتنی کنت حیضۃٍ ملقاہ[6]
مرتبہ دیکھ کہنے والے کا!
قلّت و کثرت متاع نہیں
اے دل اصل و اساس فقر و غنا
دل و باطن عمیق ہوں جن کے
انہیں کہتے ہیں مرد راہ خدا

ابر پیوستہ ان پہ سایہ کرے

منّ و سلویٰ بہر شب تازہ!

---

1 Hades draws near

Dark night fall on my eyes

Euripides

۲ منہومان لایشبعان ــ طالب علم و طالب دنیا

نہج البلاغۃ

۳ انی حلبت الدہر شطریہ فقد امرّ لی حیناً و احیاناً حلا

والدہر یکبو بالفتی و تارۃً ینہضہ من عثرۃ اذا کبا

ابن درید

4 La belle dame sans merci.

۵ رسول علیہ السلام

۶ عائشہ رضہ

○

سکھا دی دل نے دزدیدہ نگاہی

سلے ہیں ہونٹ گھر والوں کے ڈر سے

نگاہیں کر رہی ہیں خیر مقدم

بدن آغوش میں آنے کو ترسے

اشارت بلحظ العین خیفۃ اہلہا اشارۃ مذعور ولم تتکلم

فایقنت ان الطرف قد قال مرحباً واہلاً وسہلاً بالحبیب المتیّم

متنبی

○

میں ہوں گریزپا، مرا ملنا محال ہے

دل میں ہیں سو سو طرح کے ولولے [1]
کاش کم ہوں درمیانی فاصلے

آؤ بھی بے مقنع و چادر کبھی
ہم بھی تو دل کے نکالیں حوصلے

مرد ہے مضراب عورت ہے رباب
تال دیتے ہیں فرشتے موت کے

اس کا گھر ہے موت کی اترائی پر
دل لبھائے جھنجھناتی جھانجھ سے

نیک [1] عورت تاج ہے خاوند کا
ارغواں پوش و صنوبر ساں رہے

عہد الفت بھی اگر محکم نہیں
پائداری ہے زمانے میں کسے

عالم بالا پہ ہے ضامن مرا
کوئی دنیا میں مرا فدیہ نہ دے

اپنے بندے سے تو روپوشی نہ کر
حال دل آشفتہ دل کس سے کہے ؟

آنکھ کو آزار بے خوابی کا ہے

۲

کل نہیں پڑتی کسی پہلو مجھے
اُس زیارت گاہ کی مانند ہوں
اٹھ چکی ہو جس کی حرمت ہائے رے!
جس طرح دست صبا سے برگ گل
جمگھٹے یاروں کے ابتر ہو گئے
چاند جیسے ہار مرجھایا ہوا
تارے جیسے دانہ دانہ آبلے
نغمہ گر — گوگرد احمر، بیشتر
مدّعی، جھوٹے نبی، بہروپئے!
قاطع اَعمار ہے شمشیر وقت

۳

زود باشی کا سبق بیدل سے لے
ہائے یہ کافر نہادی ہائے عشق
ہر زماں جویائے حسنِ نَو رہے
اے مواعید دروغین شباب!
کس طرح دل رنج نومیدی سہے
لرزش سیماب گون گونے عاج
دل میں طوفان ہوس برپا کرے

پلکھا در زیر بار خواب ناز
چشم ساحر سحر انگیزی کرے
چال میں اسلوب باد مہرگاں
گفتگو جیسے کہ شہنائی بجے
اے زلیخا میں ہوں تیرا دلربا
از سرِ نو ہو جواں میرے لئے !

---

۱ پتی برتا پت کو بھجے اور نہ آن سہائے
سنگھ بچہ جو لنھگنا تو بھی گھاس نہ کھائے
کبیر

۲ انی ارقت فبت اللیل ساھرۃً کانما کحلت عینی بعوار
خنساء

۳ من نمی گویم زیاں کن یا بفکر سود باش
اے زفرصت بے خبر در ہر چہ باشی زود باش
بیدل

۴ لعن اللہ صنعۃ الشعر ماذا من صنوف الجھال فیھا لقینا
ناشی

O

آھرئے وحشی نے شاید تم سے سیکھی یہ ادا
چوکڑی بھرنا ، پلٹ آنا ، ٹھہرنا ، دیکھنا

آھو ز تو آموخت بنہگام دویدن
رم کردن و برگشتن و استادن و دیدن

همیشہ رہن غم و وقف اضطراب رہے
جو اس پہ گزرے اسے شعر کی زباں میں کہے
نہ ہو اسیر نگاران شہر، دل میرا
نہ شیر غاب غزالوں کی گھات میں بیٹھے
نگل گیا ہے جو دولت اسے پھر اگلے گا
جو کاروان سے بچھڑے نگر نگر بھٹکے
ہے مقتضائے سیاست دلا رضا بہ قضا
کسے مجال مشیّت سے جو جدال کرے ؟
یہ وہ ہیں جن کے لئے کوئی انقلاب نہیں
دورنگی بات کریں نت خوشامدی لب سے
شکم گرسنہ برہنہ تن و جگر تشنہ
یہی وہ لوگ ہیں جن کو ابد کا تاج ملے
غریق بحر بلا و حریق نار ولا
زمانہ سوختہ جانوں کو زندہ باد کہے
نہ گائے جائیں تمہاری کنواریوں کے سہاگ
کہ تم ہمیشہ عدوئے وطن کے دوست رہے
جھڑی ہیں مینہ کی یہ آنسو پہ خون آلودہ
مرابطین کا سرخیل معتمد سے کہے

فقط ہے اہل صفا کے لئے سلام و سکوں
خطوطِ نفس کے طالب کا سینہ تنگ رہے

کنول کی پتّیوں سے وہ چھپائے سینے کو،
دو دن میں کھل کے کلی پھول بن گئی کیسے!

میان[1] ما وشما عشق است بازی نیست
خدا پرست کو کیا کام عشق بازی سے

کلی گلاب[2] کی بکسے تو پھوٹے موجۂ رنگ
سنبھلی کنچکی جوش شباب سے مسکے

سپید و سرخ بدن، آفتاب و برفستان
مندے مندے ہیں پپوٹے غلافی آنکھوں کے

نہیں ہے وجہ قرار: السکوت کا لا قرار
سخی سے سوم بھلا جو ترت جواب تو دے

ہنر کا خانۂ راحت خراب رہتا ہے
سرسوتی کے پجاری سے لکشمی روٹھے

کہاں کریل کی کنجیں کہاں وہ بنسی بٹ
وہ تٹ وہ جھنڈ وہ پربوں کے کنڈ وہ جھولے

ہر ایک شوخ کو اٹھکیل پن کی عادت ہے
ہر ایک ماہ جبیں پہلے ناہ نوہ کرے

بغیر سعی کے ملتی نہیں مراد کوئی

جو تجھ کو چاھئے پیدا ھو تیرے اندر سے !

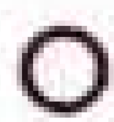
---

۱ بابا فرید شکر گنج بہ بہاؤالدین زکریا

۲ هری کنچکی کس سی مسکی رس کے هیر
جیسے بکست کلی گلاب کی نکست للت لکیر .

3 Net te quaesiveris extra

Pestalozzi



تبسم درد و درماں ، چہرہ عشق و ناتوانی ھا

لہ وجہ بہ یصبی و یضنی   و مبتسم بہ یشقی و یشفی
ابن المعتز



یہ آنکھیں ھیں کہ بالی کا پراسرار جزیرہ



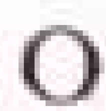
کون ملاتا ھے روٹھے یاروں کو ؟

ھمیر آ کھدی جو گیا جوٹھ آ کھیں کون رٹھڑے یار ملاؤں دا ئی
وارث شاہ



چھپ گیا گھونگٹ میں وہ چہرے پہ آنچل ڈال کر

گھنگٹ میں وہ چھپ گیا مکھ پر آنچل ڈار
بھلے شاہ



قفل توڑ کے چور آیا

ھلا ھے بیڑا کستوری کا

قفل جندرے توڑ کے چور وڑیا   اج بیڑا کستوری دا هلیاق
وارث شاہ

ہے خواب گہ نازکس آشفتہ جگر کی

اے وادیٔ اغمات یہ نیلوفری تختہ ؟

سونے کے لئے بھٹّی ہے چاندی کو کٹھالی

پر دل کو پرکھتا ہے خداوند تعالےٰ

یہ لوگ نہیں یہ تو ہیں پاتال کا ریوڑ

انڈے کی سفیدی میں بھی ہوتا ہے مزا کیا

رفتار میں دن میرے جولاہے کی ہیں ڈھرکی

ہر وقت تعاقب میں رہے رات کا سایہ

پایندہ و زندہ ہے فقط صنع خدائی

شدّاد کی جنت کو دوبارہ کبھی دیکھا؟

چقماق کو سر چشمہ وہ پانی کا بنا دے

صحرا کو بسائے بہ گل نغمہ و رویا

اے طالب جلوہ نہیں تکرار تجلی

ہر لمحہ پرّاں میں ہے کیفیت تازہ

سافان کہستاں کی پناگاہ چٹانیں

لقلق کا صنوبر کے درختوں میں بسیرا

عارف کا مکاں صومعہ و دیر و بیاباں
پر جادۂ سر منزل جاناں نہیں ملتا
اے خشک لب بادیہ، اے سوز جگر تاب!
یہ غمکدۂ دل کبھی آباد نہ ہوگا
اظہار کا بحران کہیں شعر نوی کو
خود نثر نگاری کا نہیں جن کو سلیقہ
ہر بوجھ بجھکّڑ کا لقب ناقد فن ہے
فنکار — نہیں جس کو وقوف ابجد فن کا
دُرہائے ثمیں دے کے جو خرمہرہ خریدے
لقمان و فلاطوں کہے خود کو وہ ہیولا
بے ربطی و تکرار مہمل عیب سخن ہے
فن ندرت و ابداع ہے اے شاعر غرّا!
ابلاغ معانی میں ہو تعقید نہ گنجلک
اظہار مطالب میں کہیں آئے نہ سکتہ
اسباب تحسّر طلب و عجز و تذلّل
مستغرق معنی بنو مستہلک دعویٰ
صورت بنو پتّھر کی اگر غیر سے بولو
اک گوہر نایاب ہے دل چاہنے والا

مٹی سے مصبت کبھی اگتے نہیں دیکھی
سب نیک و بد دھر ہے اعمال کا ثمرہ
سلوٹ ہو بچھونے میں تو نیند آئے نہ ان کو
مٹّی میں سمائیں گے تو کیا حشر نہ ہوگا !
اک فوج ہے غمزوں کی کمینگاہ نظر میں
تنہا نہیں گلچہرہ بت خلّخ و یغما
اوفیر کا سونا ہو کہ یا کورش کا پکھراج
ہے گرد ترے پاؤں کی اے دلبر عذرا
خوشبو تری پوشاک میں عود و مر و تج کی
یہ حسن برومند و تر و تازہ رہے گا
ہاتھوں میں ترے چھپچھی مہندی کی رچاوٹ
تو نور کا مینار ہے امیّد کا تارا
قبرص کی حسینہ ہو کہ بانو قۂ بغداد
ہے تیری پرستار و کنیز اے چمن آرا !
رنج قمر و رشک صنوبر قد و عارض
دیکھی نہ سنی ایسی کوئی صورت زیبا
رگ رگ میں قلانچیں بھرے سرشور جوانی
شرمندہ گل سرخ ، خجل آھوئے صحرا

سونے کے لئے ہیرے کی اک ڈال چھپر کھٹ
الماس کی پیڑھی، درشہوار کا صوفہ
اندر کے دغاباز سے ڈرتی تھی ہمیشہ
باہر سے تو تسخیر نہ ہو جسم کا قلعہ
انواع زلل سے بچے اصناف خلل سے
ارمان ہو جس کو بھی حیات ابدی کا
تن گرچہ مخمّر ہے بہ خونابۂ حسرت
ہے سینۂ شاعر صدف لولوئے لالا
ہوتے نہیں آسودہ پرستار تخیل
آدرش ہے گویا افق دشت ہویدا
افکار فلک پیما خود رام سخن ہیں

۲

فرمان ہنر کا دل پر خوں سے ہے امضا
مشاطگئی حرف و حنا بندئ معنی
دل میرا جلو خانہ ہے عذرائے ہنر کا!

---

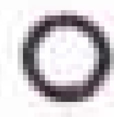
۱ مراکش کے نزدیک جہاں معتمد اشبیلہ کا شاعر ـ بادشاہ، مرابطین (ملوک بادیہ) سے شکست کھانے کے بعد قید و بند کی زندگی گزار کر پیوند خاک ہوا

۲ اتضیٔ الظلام بالعشاء کانها منارة ممسی راهب متبتل
امرؤالقیس

۳ الا یا ثانی الظبی الذی یبرق شنفاه
ولولا الملک القاعد قد ألثمنی فاه
طرفة

4 The artists's life cannot be otherwise than full of conflicts, for two forces are at war with him—— on the one hand the common longing for happiness, satisfaction and security in life, and on the other a ruthles passion for creation which may go so far as to override every personal desire. The lives of the artists are as a rule so highly unsatifactory— not to say tragic —— because of their inferiority on the human and personal side, and not because of a sinister dispensation. There are hardly any exceptions to the rule that a person must pay dearly for the divine gift of the creative fire — — — an artist — a man who from his very birth has been called to a greater task than the ordinary mortal. A special ability means a heavy expenditure of energy in a particular direction, with a consequent drain from some other side of life.

— *Jung*



کبھی زنجیر ہے کبھی مشعل
عشق عذب فرات و ملح اجاج!



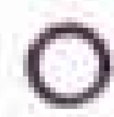
بے اصول آدمی طوائف ہے



محبت ایک سفینہ ہے خوف و غم سے لدا

res est solliciti plena timoris amor
(Love is a barque with fear and sorrow laden.)

Penelope
— *Ovid*
Heroides



سارے قبیلے میں مجھے بدنام کر دیا
بد نام کرتھس کرانس اندر

ملے کیا حسینوں سے جز خوار کاری
کہاں خوبروئی کہاں دوستداری ؟
یہ لب[1] شہد ہیں یا کہ چھتّے کے ٹپکے
دِکھیں برگ لالہ ، کریں نو شباری
کمر[2] باندھتی ہے وہ مضبوط کر کے
کہیں ناچتے میں نہ کھل جائے ساری
سمندر میں جلوہ جوالا مکھی کا
نگاہوں سے جھلکے دلی بیقراری
ہے اندر حکایات مشہور یونہی
کہ ہو محوم راز کی ضرب کاری
براہین ظاہر ، کرامات زاہر
رہیں حسن سیرت کے سرچشمے جاری
نبی کو ملے طیلسان نبوت
نظر بند کرتا ہے شاطر مداری
ہیں گویا مجانین فی دار مرضٰی
ہوس کے پجاری ، غرض کے حواری
مخالف جو دعوے پہ تحریر لائے
تو فأتوا بسورة سے ہو شرمساری

نواسنج ہے زنگ برج کلیسا

میں ساز نکیسا ، کروں حمد باری

دغل باز ہیں کاخ داران بیغم

ڈریں سر نشینان والا سے ہاری

اڑالے گئی باد ولگرد ان کو

کہاں عہد دیرین و پیمان یاری ؟

تو غصن نقا ہے کہ یا مشک بو یا؟

انیندی ہیں پلکیں ، نگاہیں خماری

۳

محبّت کا خاصہ ہے شان تلوّن

جھلکتی ہے آنکھوں سے بے اعتباری

یہ اعقاب آدم یہ اولاد حوّا

ہیں اک دوسرے کے شکار و شکاری

ہر اہل نوا ہائمٌ ذو صبابۃ

کرے دشت آفاق میں لالہ کاری

نہ پاپی نہ پنّی ، سورگی نہ نر کی

گرہستی ہے شاعر نہ برہم اچاری

کروں انتظار نجوم الطوارق

مقدّر میں لکھی ہے اختر شماری

و من دقّ باباً و لجّ ولَجَ

کوئی عشق ہو مانگے شب زندہ داری

کلاً — تیاگ، جپ، سنّیاس و تپسیا

سخن مشکل، آساں وقائع لگاری

نہالو[۴] ندی خشک ہونے سے پہلے

کہاں ہے گئے سال کی برفباری[۵]؟

تعلّم سے طوطی ہو ناطق پہ انساں

فقط سیکھے آداب صہبا گساری

وہی بر بریّت، وہی جاہلّیت

کہاں کا تمدن وہی کہنہ کاری!

---

۱ وہ شہد سے بلکہ چھتے کے ٹپکوں سے بھی زیادہ شیریں ہیں
دل پسند باتیں شہد کا چھتہ ہیں

زبور : ۱۹ : ۱۰
وہ جی کو میٹھی لگتی ہیں - اور ہڈیوں کے لئے شفا ہیں
۱ مثال : ۱٦ : ۲۴

۲ - ۱ مثال : ۳۱ : ۱۷

3 A man passionatly in love sees every perfection in his beloved, but his attention might still wander because the heart soon tires of everything monotonous, even perfect happiness.

— *Stendhal*

4 or beuvez fort, tant que rue pent courir
5 Mais ou sont les neiges d' antan?

— *Francois Villon*

کھڑا ہے مدّتوں سے منتظر یہ فن کا بنجارا
پلا ساقی خدا آباد رکّھے میکدہ تیرا!
بنفشی، آسمانی، سرخ، نیلا، سبز، نارنجی
اگر زرد ان میں شامل ہو تو ہو قوس قزح پیدا
اسے بہکا لیا اس نے لبوں کی چاپلوسی سے
عروس دھر کے آگے دل فرزانہ کیا کرتا؟
تو آشاؤں کا ناوک، یاس کی گودھول بیلا میں
دلوں کے گھاٹ پر سنگیت کی نیّا کو کھے کر لا
کہے اپ گپت سے واسودتا ــ شوخ رقاصہ
ہے گھر گھر ہر دِشا اجین نگری میں مرا چرچا
مرے خلخال کی جھنکار، رنجھن میری بانکوں کی
مرے دل کو، جگائے لوبھ شہد ناچشیدہ کا
مرا سینہ ہے امرت کا خزانہ، رات رانی ہوں
مرے جیون کی بن چھایا کے نیچے چند پل سستا
محبت ہے اک اپرم پار ساگر اے گھمنڈی سن
میں سونے کا سفینہ ہوں مجھے کھیتے ہوئے لے جا
نپنکا، چترکا، منجولکا، مندالکا ہوں میں
میں مادھوری لتا ہوں میں ملیکا: سن کے یہ بولا

سپیرا سانپ کو قابو میں لائے بین کی دھن سے

ترے نزدیک آنے کا سمے لیکن نہیں آیا

نئی لیلا ہے نت سنسار کی اس رنگ بھومی پر

تماشائی کا دل اس کھیل سے بھرتے نہیں دیکھا

سداما لائے تندل اور بڑھیا سوت کی انٹی

عجب احوال ہے شوریدگان کرشن و یوسف کا

اور اس کو لیے گیا دریا پہ دوشیزہ سمجھ کر میں[1]

مگر شو دیدہ و مرد آشنا نکلی وہ عیّارہ

کرو خورشید کی مانند تم تسخیر دنیا کو

سواد شب سے ہوتی ہے طباشیر سحر پیدا !

جوانی لذّت ممنوع کے پیچھے لپکتی ہے

گناہوں سے مبرّا ہو جوانی ، ہو نہیں سکتا !

---

1 Ye que yo me la lleve al rio
creyendo que era mozuela
pero tenia marido

— *Lorca*

O

در بند خزانے ہیں تہ عرش خداوند

کھلتے ہیں جو مفتاح زبان شعرا سے

ان للہ تعالیٰ خزائن تحت العرش مفاتیحها السنه الشعراء

رسول صلعم

O

تھا اسم جن کی آنکھ میں تسخیر قلب کا
جن پر زر جمال و جوانی نثار تھا

چلتی تھیں جو کہ روندتی کافور و مشک کو
وہ نازنینیں پھرتی ہیں گلیوں میں بے ردا

صبح دروغ و شعلہٴ گوگردیٴ شفق
ملتے ہیں دونوں وقت تو ہوتا ہے جھٹپٹا

سورج ہے مثل عارض گلگوں دم غروب
پرتو ہے چڑھتے چاند میں سیمینہ سینے کا

پنہاں کر ان کو اپنے خبایائے غیب میں
کیوں دوزخ و بہشت کا دیتا ہے واسطہ

ترک مداہنت کروں رفع مسامحت
بے خوف و بے غرض ہوں ترے سامنے دوتا

حبس ہوائے نفس نہیں جز گرسنگی
ہے غیبت زمان و مکاں ـــ نسخہٴ شفا

یہ بھی تو ہے صدائے سگان خرابہ گرد
آواز طعن پر کہو احسنت و مرحبا

خوش ہوں میں تیری مرحمت گاہ گاہ سے
وصل مسلسل و متواتر میں کیا مزہ ؟

سیمینہ تن نہفتہ بہ نیلوفری پرند
چہرے پہ رنگ لالۂ شاداب دشت کا

ہم سب برائے کار ہیں اس کارخانے میں
یہ زندگی ہے سلسلۂ حسرت و جفا

حق را بدل شناخت و کُلّ لسانہ
دریا میں اضطراب ، سمندر ہے بے صدا

بغداد و قرطبہ کے وہ زریاب و موصلی
پروردگار نغمہ و پیغمبر غنا

نام و نشان ان کے ہیں معدوم و مندرس
دل ہے سرود رفتہ پہ لیکن فریفتہ

نازل ہوں شعر عذب ، مخاطب ہو جب کوئی
مرجانہ و منیژہ و لیالی و لامیہ

تو ربّۃ الھوی ہے کہ یا ابنۃ الصباح
تیرے لبوں[2] سے ملتی ہے بیمار کو شفا

سوداگری کا مال سمجھتے ہیں دوست کو
مہر و خلوص پردہ حصول مرام کا

غافل نہ ہو مآل و مکافات کار سے
ارواح[3] مردماں ہیں جنودٌ مجنّدہ

صبح ازل سے عشق ہے بے فرق نسل و رنگ
حوّا کی بیٹیوں کو زر و زعفران[۴] کا
راتوں کی رو پہلی خیالوں کے درمیاں
ہوتی ہے روز تجھ سے ملاقات ، دلربا !

---

۱ انّ الشیطان یجری من ابن آدم مجری الدم فضیّقوا مجاریه بالجوع
رسول صلعم

۲ و لاعبتنی غادۃٌ وهنانۃٌ تضنی وفی ترشافها برء الضنی
ابن دریده

۳ الارواح جنود مجندہ فما تعارف منها
ائتلف وما تناکر منها اختلف
رسول صلعم

۴ اطلعت فی الجنة فاذا اقل اهلها النساء فقلت این النساء
قال ان شغلهن الاحمران الذهب والزعفران —— یعنی الحلی و
مصبغات الثیاب
رسول صلعم

O

ابھری ہوئی چھاتیاں جیسے پیالے دھرے
زہرہ جبیں نازنیں چالاک و فتنہ گرے
تلووں سے دل کو ملے چیتے کی چال چلے
کوئل کی آواز سے جادو فضا پہ کرے
جیسے کھلا ہو کنول پوشاک تن پہ سجے
گر ایسی نرمل حسینہ کے گلے نہ لگے
بیکار ہے زندگی ، خالد سے رام کہے !

بین پیو دھر چار منوہر ناگر نرمل ہے
چنچل نین سو کوکل بن پرین سی کومل ہے
رام کہیں نو جوبن مت دھرے شبھ انچل ہے
ایسی برباکے نہ کنٹھ لگیو تیہ جیون نس پھل ہے

رام شاہ آبادی

جستہ جستہ

اے کاش ہم کو بھی کوئی قطر الندی ملے

O

جام ہے لبریز، پی آرام سے
موسم گل میں خمار اچھا نہیں

O

عطش بادیہ و جوع بیاباں نہ مٹے
جرعۂ زمزم کنج لب جاناں کے بغیر

O

محبت کعبہ ڈھاکر بتکدہ تعمیر کرتی ہے

O

ہر دیر گسل ہے دیر پیوند

O

خلل پذیر نہ ہو عشق، لہو و عصیاں سے
کہ یہ چراغ حریف سموم و صر صر ہے

O

دل نزار و تن بردبار مانگے عشق

O

کبک کہسار و بلبل گلزار
تم سے سیکھے خرام و موسیقی

O

دار توبہ کی بنا رکھتی ہے تائب ہوکر

بعد یک عمر تعیّش ملکہ تیودورا

جس کے قدموں میں جھکی سلطنت بازنطین

○

کالنگا کی شہزادی مالا دیکا

ٹھکرا کے اشوک کو بھکونی بنجائے

○

زامورہ تڑپتی ہے سکندر کے لئے

○

شب کو بازار حسن میں، چھپ کے

ملے دارا شکوہ، نیلم سے

○

تم ماھتاب[1] ھو یا مہتاب[2] کی کرن ھو

۱ زون : چاند (کشمیری)
حبہ خاتون

۲ لی فائے : شعاع ماہ (چین)
شہنشاہ چین مانگ چاؤ کی محبوبہ

○

ھر بحر میں موتی نہیں، ھر کان میں سونا نہیں

○

خوشی اور فن میں سے اک چیز چن لو

○

رکھتے ھو اگر زور تو مردی دکھلاؤ

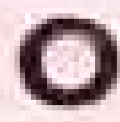
○

ھوتا ھے سمندر میں ھر انداز کا موتی

تقدیر ھے غوّاص کی ھاتھ آئے نہ آئے

فان البحر کل الدر فیه

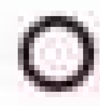
ابن خلدون



ٹمٹماتا ھے دیا تیل سے خالی ھے گھر

میں نہیں کہتی کہ جا میں نہیں کہتی ٹھہر

E candil se esta apagando
La alcuza no tiene anceite
No te digo que te vayas.
No te digo que te quedes.



جب سے دیا وچھوڑا

اے سورجوں کے سورج

خاموش ھیں پرندے

ساکت ھے موج دریا

اے میرے دل کے مالک

مرغ چمن نے چھوڑا

شاخوں پہ چہچہانا

بھولا ھے آب دریا

مستی میں جھاگ اڑانا

Desde que te ausentastes,
sol de los soles,
ni los pajaros cantan
mi el rio corre.
Ay, amor mio !

ni los pajaros cantan
ni corre el rio.

○

عجز درک ، ادراک سے ـــ ادراک ہے

○

کذب ہلاکت ہے صدق نجات

○

وہ شان جمال تھی یہ شان جلال ہے

○

تیرا دل ہے کہ مسافر خانہ

○

جس چیز میں کمال ہو آئے اسی میں موت

○

نشۂ عشق سے سرشار ، گرانبار شباب
خود بخود آں بت عیّار ببر می آید

○

شیر کی رانیں ہیں ، کیلے کا تنہ ، ہاتھی کی چال !

رات کہاں آنکھ لگی ، کس کے نصیب جاگے

کت نش درگ لاگے کون کے بھاگ جاگے

سکھدیو

○

تیری دبی دبی سی ہنسی بھولتی نہیں

○

تنگ ہے دنیا مرے دل کے لئے

○

کس کے ساتھ ، کہاں

رات کٹی ہے

کون کے سنگ میں رین بیتی کتے سکھدیو

○

مجھے چھیڑ نہ للہ ، مجھے چھوڑ خدارا[1]

کہیں بھاگ نہ جاؤں گی ترے پاس رہوں گی

۱ چھڈ دے ساڈول بیاں فرید

○

دیکھ کر درگ ، مرگ شرمندہ

○

جھینپتی ہے آپ اپنا ابھرا سینہ دیکھ کر

چرانے ہو نگاہیں کس لئے، شب بھر کہاں تھے؟
خمار آلودہ نظروں میں بھری ہے نیند اب تک

کتنے رین جاگے نہارو نہ سو ہیں
جھپے نین دیکھو اونیدے اجو ہیں
سکھدیو

تو شبانہ می نمائی بہ بر کہ بودی امشب
کہ ہنوز چشم مستت اثر خمار دارد
خسرو

○

دل نے اسرار عشق فاش کئے
کیسے ممکن ہے عشق راز رہے؟

○

ہر دیوار کا دروازہ ہے

○

تیرے چہرے پہ ہے روشنی آگ کی
میرے سینے میں شعلہ زنی آگ کی
فو جھک کا لنار فی ضوئہا وقلبی کالنار فی حرہا

○

آنکھیں چاہیں ترا چہرہ دیکھیں
کان چاہیں تری آواز سنیں
ہونٹ ہونٹوں کے نشے کو ترسیں
سینہ چاہے کہ ترے سینے سے پیوست رہے
مانگیں بازو تری گردن میں حمائل رہنا
ہاتھ چاہیں تری چھاتی سے کبھی ہوں نہ جدا

تشنہ ہر عضو ترے اعضا کا
ان کو ترساؤں کہاں تک ، پریا !

انکھیاں مکھ چاھتیں دیکھے کو چھہیں شرون سو بین سنائے رھوں
ادھرا ادھران رسال چھہیں ھیے چاھے ھیے میں لگائے رھوں
بھج چاھے گرے کی ھمیل بنوں گر چاھیں کچے پر چھائے رھوں
سب انگ اتے تونے انگ بنا ترسیں کب لو ترسائے رھوں
انگی لال رسال

○

برتر انسان غم و غصہ ھے بالا تر ھے
کنفوشس

○

بو قلمونی و اعتدال و توازن
حسن کے ھیکل کے ھیں ستون و عناصر

○

علم حیرانی و نادانی و سر گردانی

○

حسن وہ ھے جو نظر پڑتے ھی
یک بیک دل کو مسخر کر لے

○

مجذوب سے زیادہ ھے سالک کا مرتبہ

○

میراث ھے تشنگی ھماری

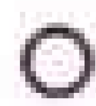
۱

بان پرست بن کر رہو ہمارے سنگ

۱ جوان و خوبصورت عورت کے ساتھ خفت و خیز کرے کوئی مانع بھی نہ ہو۔ اور خود بھی ہتیاروں سے درست ہو پھر حملہ نہ کرے۔ بلکہ خیال بھی نہ آوے۔

بان پرست وہ ہے۔ کہ عورت مرد دونوں جنگل میں ہوں کوئی مانع بھی نہ ہو۔ آپس میں محبت بھی ہو۔ طرفین میں کوئی قصور نہ ہو۔ ایک جگہ لپٹ کر سوویں اور باوجود قدرت شہوت کے ضائع نہ کریں

تذکرهٔ غوثیہ



در دَر کریں سہیلیاں تَر تَر تکوں مگر تجھے

۔ ساجن تمرے روسڑے موہ آدر کرے نہ کوئے
در در کرن سہیلیاں، میں تر تر تاکوں توئے

مادھو لال حسین



طویل ہوگئیں راتیں تری جدائی میں

سجن بن راتیں ہوئیاں وڈیاں مادھو لال حسین



جوانی کا ہوا گو زور زائل
پہ گودا تر ہے تیری ہڈیوں کا



ناقص کے منہ سے میری مذّمت، خفی جلی
واضح دلیل ہے مرے فضل و کمال کی

و اذا أتتک مذمتی من ناقصٍ فھی الشھادة لی بانی فاضل

متنبی

چھانیں ، یاروں کی تواضع کے لئے دل کا لہو

متراں دی مجمانی کارن دل دا لہو چھانی دا

مادھو لال حسین

○

جوگی بڑھائے عمر ، مگر ویشیا گھٹائے

○

اپنے اپنے وقت پر ہر چیز لگتی ہے بھلی
اک اضافی قدر ہے کیا حسن کیا بدصورتی

سمے سمے سندر سبے روپ کروپ نہ کوئے

○

ہونٹوں پہ تبسم ہے نہ آنکھوں میں محبت

آوت ہی ہر شے نہیں نین نہیں سنیہ

تلسی داس

○

لال اور آودے دو رنگ جھلکیں
نظارہ دیکھو یہ دھوپ چھاں کا

چھٹی نہ سسوتا کی جھلک جھلکیو جوون انگ
دویت دیہہ دون ملے دیت تافتا رنگ

○

خوش ہوں نہ آدمی کبھی آسان فتح سے

تلوار اٹھانے والا تلوار سے مرے گا

Whoso e'er shall take the sword
Shall perish by the sword.

Aeschylus

○

زمین شور میں سنبل نہ پیدا ہو
عبث تو بحثتا ہے دوں نہادوں سے !

○

سمندر کے کنارے پر مجھے رونے دے

dejadme llorar
orillas del mar.

Gongora

○

جو ہمارے دل میں ہے وہ کب زباں پر آئے گا ؟

Nunca se hade decir lo que se siente ?

Guevedo.

مشک[1] سے بڑھ کے جسم کی خوشبو
غالیہ مو، علیل، عربدہ جو
بت سیمیں قفا و سنگیں دل[2]
راست قد، سر بلند، آتش خو

۱ برم سگندھا وہ سکماری
النشر مسک

۲ ہے کھرو پتھرو توھیا ری پریا

حجلہ گہ زلیخا ہے قعرِ چاہ یوسف

O

عشق بازی کیا ہے جہد بے مراد

O

صبح امید و شب وصل کہاں ؟

O

جس دل میں طاب ہوا سے آرام کہاں ؟

O

بقدر مرتبۂ عشق ، حسن ناز کرے

O

خندۂ زیر لب و گریۂ پنہانی نے
راز سربستہ کو رسوا سر بازار کیا

O

اے موج رنگ و بو ، تجھے کس نام سے پکاروں؟

O

دل میں تیری محبت ، آنکھوں میں حسن تیرا
ہونٹوں پہ تیری باتیں اب تو کہاں چھپے گا؟

جمالک فی عینی و حبک فی قلبی
و ذکرک فی فمی فاین تغب ؟

پیتم کو پتیاں لکھوں جو کہوں ہوے بدیس
تن میں من میں نینن میں تاکو کہاں سندیس

کبیر

سبک گام سالوں سے اب کیوں نہ کہہ دوں
گـزرتے رھـو تـم ھمیشہ
گزرتے رھو بادپا ، تند جولاں
بڑھاپے کا ڈر مٹ چکا ھے
بڑھاپا ھے مفتاح گنج بہاراں
ھـٹـو سـامـنـے سے
چـلـے جـاؤ اور اپـنـے
مرجھائے پھولوں کو بھی لیتے جاؤ
مـری روح میں ایک ایسا
حسیں پھول ھے جس کو کوئی
نـہیں تـوڑ سـکـتـا

Je puis maintenant dire aux rapides annees:
—Passez! passez toujours! je n'ai plus a vieillir!
Allez — vous — en avec vos fleurs toutes fanees;
J'ai dans l,ame une fleur que nul ne peut cueillir!

— *Victor Hugo*

O

کہاں

اپنی آوارہ گردی سے تھک کر
میں کہاں استراحت کروں گا ؟
صوبجات جنوبی کی جانب

زیر اشجار خرمائے شیریں
یا درختستان لیمو کے نیچے
رود رائن کی ہمسائگی میں ؟

کیا کوئی اجنبی رحم کھا کر
دفن کردے گا صحرا میں مجھ کو
ھو جہاں گرم رو باد صرصر
یا سمندر کے ساحل کی گیلی
ریت ، گور غریباں بنے گی ؟

فرق پڑتا ھے اس سے مگر کیا
میرا مدفن جہاں بھی بنے گا
اس کے اوپر بہرحال ، پیہم
ایزد پاک کے آسماں کا
نیلگوں شامیانہ تو ھوگا
شمع تربت کے انوار کم کم
کی جگہ ، شب کو قندیل انجم
چرخ زرتاب کی چھت سے لٹکی
سوگوارانہ جلتی رہے گی !

Wo wird einst des Wandermuden
Letzte Ruhestatte sein ?
Unter Palmen in dem Suden ?
Unter Linden an dem Rhein ?

Werd' ich wo in einer Wuste
Eingerscharrt von fremder Hand ?
order ruh' ich an der Kuste
Eines Meeres in dem Sand ?

Immerhin! Mich Wird umgeben
Gotteshimmel, dort wie hier,
Und als Totenlampen Schweben
Nachts die Sterne uber mir.

— *Heinrich Heine*

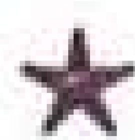
O

اک یادگار میں نے بنائی ہے لازوال
جو پائدار تر ہے برنز و رصاص سے
اہرام سے جو ہے بمراتب بلند تر
یلغار وقت جس کو نہ پہنچا سکے ضرر
باران و سیل و رعد سے جس کو نہیں گزند
جولانگہ ہنر میں اجل ہے تہ کمند

خورشید سال و مہ کے طلوع و غروب سے
ہوگا نہ شمّہ بھر متاثر چراغ فن
محفوظ ہوں تلون لیل و نہار سے
فن جاوداں ہے نام ابد آشنا مرا
گونجے گی بزم دہر سدا میرے شعر سے
بخشے گی مدح مردمِ عارف حیات نو
اس شمع انجمن کی کبھی کم نہ ہوگی لو !

Exegi monumentum aere perennius
Regalique situ pyramidum altius
Quod non imber edax non aquilo impotens
Possit diruere aut innumerabilis
Amorum series et fuga temporum.
Non omnis moriar multaque pars mei
Vitabit Libitinam, usque ego postera
Crescam lande recens, ...

Horace



LIBRARY
JAMIA HA,MDARAD

U10628

خروشِ موجِ طوفاں دیکھتا ہوں

ہنوز دریائے نا پیدا کراں ہے

کنارے پر کھڑا چنتا ہوں گھونگھے

گہر اعماقِ قلزم میں نہاں ہے

ملیں خضرِ خجستہ پے تو پوچھوں

بنات البحر کا مسکن کہاں ہے ؟